دس اسلامی عقیدے

سوالات وجوابات

شرح

اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والال والاصحاب

معلم دس اسلامی عقیدے

استاد العلماء حضرت علامہ مولانا واصف مدنی مدظلہ العالی

تحریر

ابو خضر محمد محب بن نیاز

طالبِ علم

جامعۃ المدینہ فیضان سنت لطیف آباد نمبر 8 حیدر آباد

فہرست

عقیدے کی اہمیت

س۔1عقیدہ کونسی زبان کا لفظ ہے نیز اس کی لغوی و اصطلاحی تعریف لکھیں؟

ج۔عقیدہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں: ایسا فیصلہ یا نظریہ جس کے ماننے والوں کیلئے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔اصطلاحی اعتبار سے عقیدہ ان دینی امور کا نام ہے جن پر دل بغیر کسی شک وشبہ کے پختہ ہو جائے۔

س۔2مسلمان ہونے کی حیثیت سے علم العقائد کا علم حاصل کرنا کتنا ضروری ہے بیان کریں؟

ج۔۔مسلمان ہونے کی حیثیت سے عقائد کا علم سیکھنا اور عقائد کو درست رکھنا ہمارے لیے انتہائی ضروری اور بڑی اہمیت کا حامل ہے۔امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کا خلاصہ ہے کہ سب میں اولین و اہم ترین فرض یہ ہے کہ بنیادی عقائد کا علم حاصل کرے جس سے آدمی صحیح العقیدہ سنی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالفت سے کافر یا گمراہ ہوجاتا ہے۔

س۔3اگر کسی شخص کا عقیدہ خراب ہو تو کیا اسے اس کے نیک اعمال پر اجر و ثواب ملے گا؟

ج۔۔عقیدہ عمل پر مقدم ہے یہی وجہ ہے کہ نیک اعمال پر اجر وثواب کا ملناعقیدے کی درستی پر موقوف ہے اگر کسی کا عقیدہ خراب ہے تو اس کے بڑے بڑے نیک اعمال بھی غارت و اکارت ہوکر آخرت میں کسی کام نہ آئیں گے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہو تاہے:

ترجمہ کنز الایمان: **"بے شک وہ جو ایمان لاکر کافر ہوئے، پھر اور کفر میں بڑھے، ان کی تو بہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے، وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے، ان میں کسی سے زمین بھر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اگر چہ اپنی خلاصی کو دے ، ان کے لئے درد ناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں"**۔ (پ 3 ،ال عمران:90،91)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں ابن جدعان (بنو تیم کا مشہور سخی) رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کیا کر تا تھا، مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ اعمال اسے (آخرت میں) نفع دیں گے ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یہ اعمال اس

کے کام نہیں آئیں گے ، کیونکہ اس نے (اللہ پر ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے ایک دن بھی یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! آخرت میں میری خطاؤں کو بخش دینا۔

س۔4 کتاب دس اسلامی عقیدے کی اہمیت کے متعلق مختصر وضاحت کریں؟

ایک مسلمان کیلئے ذات و صفات باری تعالی، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دیگر انبیاء مرسلین، ملائکہ مقربین، مرنے کے بعد زندہ ہونے، جنت و دوزخ، منکر نکیر کے سوالات، حوض کوثر اور پل صراط کے حق ہونے نیز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہونے وغیرہ عقائد کا اتنا علم ضروری ہے کہ جس سے صحیح اور غلط عقیدے کی پہچان ہو جائے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتب ورسائل میں دلائل کے ذریعے بے دینوں اور بد مذہبوں کے باطل نظریات کارد فرماکر قرآن و سنت کی روشنی میں نہ صرف مسلمانوں کے درست عقائد ثابت فرمائے بلکہ انہیں اپنے عقیدے کی حفاظت کا بھر پور ذہن بھی دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا رسالہ "اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب جس پر العلمیہ والوں نے بہترین کام کر کے اس کا نام دس اسلامی عقیدے رکھاہے جوآپ کے پیش نظر ہے اس کا واضح ثبوت ہے۔اس رسالے میں اعلی حضرت نے عقائد اہل سنت کو جس حسن اسلوب، جامعیت اور اختصار کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔وہ سہل ممتنع کا مظہر اور آپ کی مہارت سخن کی واضح دلیل ہے۔اس میں جہاں قلم رضا ایک طرف عشق و ایمان اور عقیدت و عرفان کے پھول کھلا رہا ہے وہیں تشنہ دلوں کو فیصلہ کن اور متفقہ عقائد کے روح پرور جاموں سے سیراب بھی کر رہاہے۔

عقیدۂ اولیٰ (1)

پہلا عقیدۂ اللہ پاک کی ذات و صفات کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معانی					
نمبر شمار	الفاظ	معنی	نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	حضرت حق	اللہ پاک	17	منزہ	پاک
02	عدد	گنتی	18	امد	انتہا
03	علت	وجہ	19	مولود	اولاد
04	فعال	ہمیشہ کرنے والا	20	جوڑ	برابر
05	جوارح	ہات پاؤں وغیرہ	21	مناسبت	باہمی تعلق
06	مسافت	فاصلہ	22	ذوات	ذات کی جمع
07	ازلا وابدا	ہمیشہ ہمیشہ سے	23	مبرا	پاک
08	شیون و شین	عیب	24	معرا	پاک
09	بری	پاک	25	تعالی	بلندی
10	محال	کسی طرح موجود نہ ہوسکے	26	سراپردہ	شاہی بارگاہ
11	ند	ہم پلہ	27	بار نہیں دیتا	دخل نہیں دیتا
12	ضد	مقابل	28	پست	نیچا، کم تر
13	شبہ	مانند	29	ہستیاں	موجودات
14	مثل	مشابہ	30	نیست	فنا
15	کیف و کم	کیفیت و مقدار	31	اکوان	عالم
16	جہت	سمت	32	مجہولۃ الکیف	نامعلوم کیفیت

مشکل الفاظ کے معانی

نمبر شمار	الفاظ	معنی
33	من وتو	میں اور آپ
34	کائن	موجود
35	آفتاب وجود	وجود کا سورج
36	پرتو	سایہ
37	خواب پریشاں	ڈراؤنہ خواب
38	ہو کا میدان	اجاڑ کا میدان
39	بحت	صرف
40	عدم بحت	صرف ویرانی
41	مرکب	چند چیزوں سے بنا ہوا
42	حلول عینیت	ذات باری کا کسی چیز میں داخل ہونا
43	اوج وحدت	وحدانیت کی بلندی
44	حضیض اثنینیت	اشترک کی پستیوں
45	شرک فی الوہیت	معبود ہونے میں شرک کرنا
46	اشترک فی الوجود	وجود میں شریک ماننا

سوال وجواب

س۔1 **"حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ واحد ہے نہ عدد سے"** اس عقیدہ سے کیا مراد ہے

ج۔۔اعلی حضرت ، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ عقیدہ توحید بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اللہ پاک واحد ہے۔قرآن کریم کی کئی آیات مبارکہ ان عقیدے کی تائید کرتی ہیں جن میں سے دو آیات ملاحظہ کیجئے:

"قل هو الله أحد" ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔(پ30 ،الا خلاص:1)

"و الهكم إله واحد لا اله الاهو" **ترجمہ**:اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں(پ2،البقرۃ:163)

یادر ہے اللہ پاک گنتی اور ہند والا ایک نہیں ہے بلکہ اس سے تنہا، یکتا و واحد مراد ہے جسے واحد حقیقی کہتے ہیں نہ کہ وہ ایک جو دو کا آدھا ہو تا ہے۔

س۔2 بالفرض اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو کیا ہوتا؟

ج۔ قرآن کریم میں اللہ پاک کی وحدانیت " (یعنی اس کے ایک ہونے)کی قطعی مگر عام فہم دلیل یہ بیان کی گئی ہے

"ترکان فيهما اله إلا الله لفسدتا"

ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہوجاتے۔

اس آیت مبارکہ کے مفہوم کو یوں سمجھئے کہ بالفرض اگر کائنات کے دو خدا ہوتے تو ان میں ایک کا دوسرے سے ٹکراؤ لازمی ہو تا جیسے ان میں سے ایک ارادہ کرتا کہ فلاں چیز حرکت کرے اور دوسرا ارادہ

کرتا کہ وہ ساکن رہے (حرکت نہ کرے)۔اب حرکت اور سکون دونوں چیزیں فی نفسہ ممکن تو ہیں ، اسی طرح دو خداؤں کا حرکت اور سکون میں سے ہر ایک چیز کا ارادہ توحید کرنا بھی ممکن ہے لیکن دونوں کے ارادے کے بعد ہوتا کیا؟ اگر ان کے ارادوں کے مطابق حرکت اور سکون دونوں چیزیں واقع ہوں تو اس طرح دو متضاد چیزوں کا جمع ہونالازم آئے گا اور اگر (حرکت وسکون) دونوں واقع نہ ہوں تو ان خداؤں کا عاجز ہونا لازم آئے گا اور اگر ایک واقع ہو دوسری نہ ہو تو دونوں میں سے ایک خدا کا عاجز ہونالازم آئے گا اور جو عاجز ہے وہ خدانہیں ہو سکتا کیونکہ عاجز ہونا محتاجی اور نقص ہے جو کہ واجب الوجود ہونے کے منافی ہے تو ثابت ہوا کہ دو خدا ہونا ہی محال ہے یا اس بات کو سورج کے طلوع اور غروب کی مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

س۔3 اللہ پاک کے خالق ہونے سے کیا مراد ہے؟

ج۔ اللہ پاک کے **"خالق"** ہونے سے مراد یہ ہے کہ عالم میں ہونے والا ہر واقعہ اس کا فعل، اس کی تخلیق اور اس ہی کی ایجاد ہے۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"اللہ خالق کل شی" ترجمہ: اللہ ہر چیز کا پیداکرنے والا ہے۔

اللہ پاک صرف نظر آنے والے اجسام ، ابدان کا ہی خالق نہیں ہے بلکہ اعمال وافعال کو بھی اللہ پاک نے ہی پیدا کیا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا: **"واللہ خلقکم وماتعملون"** ترجمہ:اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔(پ23، الشفت:96)

س۔4جس طرح ہمارے کام علت اور سبب کے محتاج ہوتے ہیں تو کیا معاذاللہ اللہ عزوجل کے افعال بھی علت و سبب کے محتاج ہیں؟

ج۔ جس طرح ہمارے کام علت اور سبب کے محتاج ہوتے ہیں ہر گزاللہ پاک کے افعال‌علت و سبب کے محتاج نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "نہ علت سے "یعنی اللہ پاک نے علت اور سبب پیداضرور فرمائے ہیں مگر ہمارا رب علت و سبب کا محتاج نہیں ہے مثلًا اللہ پاک نے آنکھ کو دیکھنے کے لئے،

کان کو سننے کے لئے، آگ کو جلانے کے لئے اور پانی کو پیاس بجھانے کے لئے پیدا کیا ہے ، ان میں دیکھنا، سننا، جلانا اور پیاس بجھانا علتیں اور اسباب ہیں لیکن اللہ پاک چاہے تو آنکھ سنے ، کان دیکھے ، آگ پیاس بجھائے اور پانی جلائے بلکہ اگر وہ چاہے تو بغیر علت و سبب کے وجود بخش دے جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کو بغیر والدین کے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بغیر والد کے پیدافرمایا۔

س۔5اللہ رب العالمین ہمیشہ جو چاہے وہ کرنے والا ہے تو کیا ان افعال کو کرنے کے لئے رب تعالٰی معاذ اللہ ہاتھ پاؤں وغیرہ جسمانی اعضاء کا محتاج ہے؟

ج۔۔اللہ پاک جو چاہتا ہے کرتا ہے ، قرآن پاک میں ہے:

"فعال لما یرید" ترجمہ: ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا

ہم اگر کوئی کام کرتے ہیں تو ہاتھ ، پاؤں ، آنکھ ، ناک زبان وغیرہ جسمانی اعضاء کے محتاج ہوتے ہیں لیکن یہ محتاجی صرف مخلوق کے لئے ہے، اللہ کریم کسی کام کو کرنے کیلئے جسمانی اعضاء کا محتاج نہیں اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ فعال ہے نہ کہ جوارح سے یعنی اللہ پاک جسمانی اعضاء کے بغیر ہی سب کام کرنے پر قادر ہے کیونکہ وہ جسم و جسمانیت سے پاک ہے۔جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ پاک کے لیے ہیں وہ قطعاً کافر ہے اللہ پاک کا ایسے یدوعین ہاتھ اور آنکھ سے پاک ہوناضروریات دین سے ہے۔نہ وہ جسم ہے ، نہ اس میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو جسم سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ یہ اس کے حق میں محال ہیںقرآن وحدیث میں جو بعض الفاظ ایسے آئے ہیں مثلا: ید،(ہاتھ) وجہ،(چہرہ) رجل،(پاؤں) ضحک (ہنسنا و غیرہا جن کا ظاہر جسمیت پر دلالت کر تا ہے ان کے ظاہری معنی لینا گمراہی و بد مذہبی ہے۔

س۔6اللہ رب العالمین اپنے بندوں سے کس اعتبار سے قریب ہے کیونکہ وہ مسافت سے تو پاک ہے؟

ج۔اللہ پاک کی ایک صفت قریب ہونا ہے اس کا قریب ہونا ماپ اورپیمائش کے عتبار سے نہیں کہ اتنے

فٹ یا اتنے کلومیٹر ہم سے قریب یا دور ہے، بلکہ وہ اپنی قدرت اور علم ورحمت کے اعتبار سے ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے ، جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ : "اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں"

اللہ پاک کے ہماری شہ تک سے زیادہ قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کا علم قدرت،رحمت قریب ہیں ورنہ حق تعالیٰ قربِ مکانی سے پاک ہے۔

س۔7 اللہ رب العالمین جب تمام جہانوں کا بادشاہ ہے تو پھر اس کا کوئی وزیر کیوں نہیں؟

ج۔دنیا کے بادشاہوں کو امور سلطنت سنبھالنے کیلئے ہوشیار اور عظمند وزیر کی ضرورت ہوتی ہے جو بادشاہ کے کاموں میں شریک ہو کر اس کا بوجھ ہلکا کرتے اور ہاتھ بٹاتے ہیں لیکن اللہ پاک زمین و آسمان کا ایسا حقیقی بادشاہ ہے جسے زمین و آسمان کے معاملات سنبھالے کیلئے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ، وہ اکیلا ہی سارے جہان کے نظام کو چلانے پر قادر ہے نیز وہ ایسا مالک و حاکم ہے کہ کسی سے مشورہ لیے بغیر جو چاہے ، جیسا چاہے حکم کرتا ہے۔کوئی اس کے احکامات میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ولایت، ملکیت، مالکیت اور حاکمیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں۔کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس کی ذات پاک پر قدرت نہیں۔بادشاہی و حکمرانی کا حقیقی مالک ہے۔تمام موجودات یعنی انسان، حیوان، چرند و پرند اور تمام مخلوقات اس کے زیر قدرت ہیں اور اسی کی بادشاہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے جسے زوال نہیں۔ اس مضمون پر دلالت کرنے والی قرآن کریم کی کثیر آیات ہیں

ان میں سے دو آیات ملاحظہ فرمایئے

ترجمہ "اور اسی کے لئے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیر حکم ہیں" [پ۲۱،الروم:۲۶]

ترجمہ "اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کی ملک ہیں"[پ۲۸،التغابن:۱]

س۔8 کیااللہ پاک کی صفات اس کی ذات کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہیں؟

ج۔اللہ پاک کی صفات اس کی ذات کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہیں یعنی نہ تو پیدا کی گئی ہیں اور نہ زیر قدرت داخل کہ جب جس صفت کو ختم کرنا چاہے ختم کردے ایسا نہیں ہے یا درجے صفات کا زیرِ قدرت نہ ہونا قدرت الہیٰ کے خلاف بھی نہیں ہے۔

س۔9 صفات ذاتیہ کسے کہتے ہیں؟ نیز اللہ پاک کی صفات ذاتیہ کون کون سی چیزیں ہیں؟

ج۔۔**صفات ذاتیہ:** وہ صفات ہیں جن کی ضد کے ساتھ موصوف نہ ہو سکے ، یعنی معاذ اللہ اس کو مردہ ، جاہل، عاجز، مجبور ، بہرا، اندھا، گونگا، بیکار نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ سب باتیں عیب اور نقصان کی ہیں اور وہ عیب و نقصان سے پاک ہے۔ان صفات کو امہات الصفات بھی کہتے ہیں۔

اس کی صفات ذاتیہ یہ ہیں: (1) ایسی حیات جو روح کے بغیر ہے۔(2) علم (3) قدرت (4)ارادہ (5)سماعت (6) بصارت (7) اور کلام،قوت ،سماعت کا یہ عالم ہے کہ ہر ہلکی سے ہلکی آواز بھی بغیر کانوں کے سنتا ہے جیسے کسی نرم چیز پر چیونٹی کے پاؤں کی آواز۔ قوت بصارت کا عالم یہ ہے کہ آنکھ کی تیلی کے بغیر ہر نئی پرانی، موٹی اور باریک سے باریک چیز کو بھی دیکھ لیتا ہے حتی کہ تاریک رات میں کالے پہاڑ پر چلنے والی کالی چیونٹی اور پوشیدہ رازوں کو بھی کانتاہے۔

اس۔10 صفات اضافت و فعلیہ کسے کہتے ہیں

ج۔۔صفات اضافی و فعلیہ: وہ صفات ہیں کہ جن سے وہ موصوف ہو ان کی ضدسے بھی موصوف ہو ، مگر اس کا تعلق اور اثر غیر کے ساتھ ہوگا، جیسے مارنا جلاا، صحت دینا، پیار کرنا، غنی، فقیر بنادینا وغیرہ وغیرہ۔ ان صفات کو اضافیہ بھی کہتے ہیں۔

س۔11 کیا اللہ پاک معاذاللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟

ج۔۔اللہ پاک کی ذات وصفات ہمیشہ ہمیشہ سے تمام کوتاہیوں، ہر قسم کے عیوب اور برائیوں سے پاک وصاف ہے اس لیے کہ وہ ہر کمال خوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے پاک ہے جس میں عیب و نقصان ہو ، یعنی اس میں عیب و نقصان کا ہونا محال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال و خوبی ہو نہ نقصان دہ بھی اس کے لیے محال ہے۔جیسے جھوٹ، دھوکہ، خیانت،ظلم،جہالت، بے حیائی وغیرہ عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے ان معنوں میں کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں محال بات کو ممکن ٹھہرانا اور اللہ پاک کو عیبی بتاتا بلکہ اللہ پاک کا انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ حالات یعنی ناممکنات پر قادر نہ ہو گا تو قدرت کمزور اور ناقص ہوجائے گی یہ بات محض باطل اور بے بنیاد ہے۔

س۔۔12 کیا اللہ پاک کسی کا باپ یا بیٹا ہے؟

ج۔۔اللہ پاک نہ تو کسی کا باپ ہے اور نہ ہی بیٹا۔اسکی اولاد کیسے ہوسکتی ہے؟ حالانکہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں اور عورت کے بغیر اولاد نہیں ہوتی اور اس کی زوجہ ہونا شان خداوندی کے لائق نہیں کیونکہ کوئی شے اس کی مثل نہیں۔دوسری بات یہ کہ اس نے کائنات کی ہر شے کو اکیلے ہی پیدا کیا ہے تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب اس کی مخلوق ہے اور مخلوق اولاد نہیں ہو سکتی۔تیسری بات یہ کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے اور اللہ کریم اس سے پاک ہے یونہی وہ خود کسی سے پیدا نہیں ہوا کیونکہ وہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور پیدا ہونا اس چیز کی صفت ہے جو پہلے نہ ہو بعد میں وجود میں آئے لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ پاک نہ تو کسی کا باپ ہے نہ بیٹا۔اس پر بطور دلیل قرآن کریم کی بہت سی آیات مبارکہ موجود ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

ترجمہ : "نہ اس کی کوئی اولا داور نہ وہ کسی سے پیدا ہوں"

ترجمہ : "نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ"

ترجمہ: "اور رحمٰن کے لئے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے"

س۔13شفا شریف اور مجمع الانہر میں اللہ پاک کے لیے باپ، بیٹا، ماں ثابت کرنے والے کا کا کیا حکم بیان ہوا ہے؟

ج۔۔شفاء شریف میں ہے کہ جس نے اللہ پاک کیلئے بیٹا، بیوی، باپ یا اس کے کسی چیز سے پیدا ہونے کا دعویٰ کیا تو یہ سب اجماع مسلمین کی وجہ سے کفر ہے۔اسی طرح مجمع الانہر میں ہے کہ اللہ کریم کو ایسی صفت سے موصوف کرنا جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا یا اس کے لیے بیوی ماننا کفر ہے۔

س۔14 جس طرح اللہ پاک کی ذات اور حقیقتوں کے کوئی مناسب و مشابہت نہیں تو کیا اسی طرح اس کی صفات کمالیہ میں کوئی ایک صفت میں بھی اس کے مماثل و مشابہ ہے یا نہیں؟

ج۔جس طرح مخلوق کی ذاتوں اور حقیقتوں کو اللہ کریم کی ذات پاک سے کسی قسم کی کوئی بھی مناسب و مشابہت نہیں اسی طرح اس کی صفات کمالیہ (حیات، سمع، بصر و غیرہ) میں کوئی کسی ایک صفت میں بھی

اس کے مماثل و مشابہ نہیں ہے۔اسے "**لاشریک لہ**" کے جاننا فرض اول و مدار ایمان ہے کہ اس کا کوئی شریک ہی نہیں ، نہ تو ذات میں کہ "**لا إِلٰه الا الله**' ترجمہ: اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔اور نہ ہی صفات میں کہ **لیس کمثلہ شیء**: ترجمہ : اس جیسا کوئی نہیں۔نہ اس کے اسماء (ناموں) میں کہ ارشاد ہو تا ہے **هل تعلم له سميا** ترجمہ: کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو۔اور نہ ہی اس کے احکام میں کوئی شریک ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: **ولا يشرك في حكمه أحدا** ترجمہ : اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔نہ افعال میں ہی اس کا کوئی شریک ہے کہ **هل من خالق غير الله** ترجمہ : کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔وہ اکیلا سارے جہاں کا بادشاہ ہے اور بادشاہی میں بھی کوئی شریک نہیں کہ ارشاد فرماتا ہے تو **لم يكن له شريك في الملك** ترجمہ: اور اس کی سلطنت میں کوئی ساتھی (شریک) نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ جس طرح اس کی ذات دیگر ذاتوں کے مشابہ نہیں اسی طرح اس کی صفات بھی مخلوق کی صفات کی طرح نہیں ہیں۔

س۔15 "مخلوق کو اس کے علم و قدرت سے صرف اور صرف ع، ل، م اور ق، د، ر، ت میں مشابہت ہے" اس عبارت سے کیا مراد ہے؟

ج۔مخلوق کو اس کے علم و قدرت سے صرف اور صرف ع۔ل۔م اور ق۔د۔ر۔ت میں مشابہت ہے یعنی لفظی اور ظاہری موافقت اورمشابہت ہے۔اللہ کریم اپنی ذاتی صفات علم و قدرت کے اعتبار سے علیم و قدیر ہے ، جبکہ مخلوق اس کی عطاء سے عارضی طور پر علیم و قدیر ہے تو اب ان بندوں پر جو علم و قدرت کا اطلاق ہوتا ہے وہ صرف اور صرف ایک صلاحیت کا نام ہونے کی وجہ سے ہے ، نہ یہ کہ وہ بھی اللہ پاک کی طرح علیم و قدیر ہو گئے یا اس کے علم و قدرت میں قدرے شریک ہو گئے بلکہ کسی ایک کو بھی یا اس کے علم و قدرت کے مقابلے میں نہ کوئی علم ومعرفت ہے نہ ہی کوئی طاقت و قدرت اس طرح اور صفات کا معاملہ ہے۔۔

س۔16 حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اللہ پاک اور اس کی مخلوق کے علم میں فرق بیان کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

ج۔۔حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اللہ پاک اور اس کی مخلوق کے علم میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اولین و آخرین کے علم کو اللہ کریم کے علم کے ساتھ کیا نسبت ہے کہ جس کا علم

تمام اشیاء کا اس طرح احاطہ کیے ہوئے ہے کہ اس کی انتہاء نہیں، حتی کہ زمین و آسمان کا کوئی ذرہ اس سے غائب نہیں اور اس نے تمام مخلوق کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: [**وما أوتيتم من العلم إلا قليلا**] **ترجمہ: "اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا"** بلکہ اگر تمام آسمان و زمین والے جمع ہو کر اللہ کریم کے علم اور حکمت کا احاطہ کرنا چاہیں جو ایک مکھی یا مچھر کی تخلیق کی تفصیل کے متعلق ہے تو وہ اس کے دسویں حصے پر بھی مطلع نہ ہو سکیں گے۔ارشاد باری تعالی ہے: [**ولا يحيطون بشي من علمه الابماشاء**] **ترجمہ : "اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتناوہ چاہے"** اور جو تھوڑی مقدار علم کی تمام مخلوق کو حاصل ہے وہ بھی اسی کے عطا فرمانے سے ہے جیسا کہ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے [**خلق الإنسان علمه البيان**] **ترجمہ: "انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ماکان ومایکون کا بیان انھیں سکھایا"**

س۔17 مخلوق میں کوئی کتنا ہی بڑا صاحب مرتبہ اور عزت والا کوئی ہو مگر ذات باری تعالیٰ کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

ج۔۔مخلوق میں کوئی کتنا ہی بڑا صاحب مر تبہ اور عزت والا کیوں نہ ہو مگر ذات باری تعالیٰ کے مقابلے میں وہ کم رتبہ ہے کیونکہ عزت و مرتبہ کا حقیقی مالک اللہ پاک ہے ، جیسا کہ اس کا فرمان ہے: [**ان العزة لله جميعا**"] **ترجمہ: "بے شک ساری عزت اللہ کے لئے ہے"** واضح رہے کہ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ سب کے سب اس کے سامنے ذلیل و حقیر اور بے عزت ہیں بلکہ وہ شان و عزت کا مالک جسے چاہتا ہے عزت عطا فرماتا ہے۔وہ خود فرماتا ہے [**وتعز من تشاء**] **ترجمہ: "اور جسے چاہے عزت دے"** پھر اس نے جن لوگوں کو عزت سے نوازا ان کی نشاندہی بھی اپنے اس فرمان میں خود ہی فرمادی:

[وله العزة و لرسوله وللمؤمنين] "ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے"۔(پ28 المنافقون:8)

س۔18 اللہ پاک نے اپنے رسولوں کو عام لوگوں کے مقابلے میں کیسی عزت عطاء فرمائی اور لوگوں کو اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں کیا حکم فرمایا

ج۔اس نے اپنے رسولوں کو عام لوگوں کے مقابلے میں بے پناہ عزت عطافرمائی اور لوگوں‌کو ان کی تعظیم کا حکم دیتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے : **"اور میرے فرمایا رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی**

تعظیم کرو" اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے : **"اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"۔**

س۔19 سب ہستیاں اس کے آگے نیست "کل شی ھالک الا وجھہ" اس عبارت سے کیا مراد ہے؟

ج۔ اللہ پاک کی ذات سے ہی کائنات کا وجود اور اس کی بقاء ہے یعنی ہر چیز اپنے قیام اور بقاء میں اسی تنہا ذات کی محتاج ہے۔اس لیے زمین و آسمان میں پائی جانے والی جتنی بھی مخلوقات اور موجودات ہیں ذات باری تعالی کے سامنے گویا معدوم ہیں کیونکہ ان کا کوئی ذاتی وجود نہیں، اللہ کا وجود وجودِ حقیقی ہے، ہر چیز کو اسی نے وجود بخشا ہے، وہی باقی رہے گا، اس کے سوا ہر شے فنا ہونے والی ہے ، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے : **"ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے"**(پ،20،القصص88) نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"سب سے زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی (وہ) لبید کی (یہ) بات ہے : سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے"۔**

س۔20 "مرتبہ وجود میں ایک ہی ذات ہے" اس سے متعلق اعلیٰ حضرت کے فرمان کا خلاصہ بیان کریں؟

ج۔ وحدت وجود یعنی مرتبہ وجود میں ایک ہی ذات کے ہونے پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی رضویہ میں موجود ایک عبارت کا خلاصہ پیش خدمت ہے : مرتبہ وجود میں صرف اللہ کی ذات ہے کیونکہ در حقیقت موجود ہونا صرف اسی کی ذاتِ پاک کے ساتھ خاص ہے۔وحدت وجود کے جو معنی عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود رکھنے اور موجود ہونے والی ذات صرف ایک ہے باقی سب اس کے مظاہر (ظہور کے مقامات) ہیں اور یہ اپنی ذات میں اصلا وجود سے کوئی حصہ نہیں رکھتے۔قرآن مجید میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :**"ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے "** واضح رہے کہ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ معاذ اللہ میں اور آپ ، زید اور عمرو ہر شے خدا ہے ، یہ اتحاد والوں کا قول ہے جو کافروں کا ایک فرقہ ہے۔لیکن پہلی بات توحید کے قائل سچے مسلمانوں اور ایمان والوں کا مذہب ہے۔

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں: بیشک وجود ایک بادشاہ(یعنی اللہ پاک کے لئے ہے، موجود ایک رہتا ہے یہ سب مخلوقات و موجودات) ظل و عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلا وجود نہیں رکھتے، اس تجلی سے قطع نظر کر (یعنی نظر ہٹا کے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے حاشا (ہر گز نہیں) عدم محض کے سوا کچھ نہیں، اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم وفانی ہیں اور بادشاہ موجود یہ اس نمود وجود (وجود کے ظہور) میں

اس کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی (بے نیاز)، یہ ناقص (نامکمل) ہیں وہ تام (کامل)، یہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک یہ کوئی کمال نہیں رکھتے، حیاۃ، علم، سمع، بصر ، قدرت، ارادہ، کلام ، سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع، تو اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں؟ لا جرم (بیشک، یقینا یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے۔اور یہ (موجودات) صرف اس تجلی کی نمود(ظہور)، یہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدہ وجود۔

س۔21موجود واحد سے کیا مراد ہے؟

ج۔۔موجود حقیقی یعنی اللہ پاک واحد ہے ، ایسا واحد جو اس بات سے پاک ہے کہ وہ چند اجزاء سے مل کر بناہو، جس طرح انسانی جسم ہڈی،گوشت،کھال،خون و غیر ہ سے مل کر بنا ہے۔نہ ہی وہ ایسا واحد ہے جو چند ٹکڑوں میں علیحدہ علیحدہ تقسیم یا تحلیل ہوجائے۔اسی طرح اللہ پاک موجود واحد تو ہے لیکن ایسا نہیں کہ کسی چیز میں حلول کیے ہو جیسا کہ عیسائی یہ تہمت لگاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن میں گھل مل گیا یا سرایت کر گیا ہے ، اللہ کریم اس جھوٹے الزام سے پاک ہے کیونکہ یہ تہمت وحدانیت کی بلندیوں سے اتار کر اشتراکیت وحصہ داری کی پستیوں اور گہرائیوں میں ڈال دیتی ہے۔اس طرح کا عقیدہ رکھنا سراسر کفر وشرک ہے۔قرآن پاک میں جگہ جگہ عیسائیوں کے برے عقائد کے رد میں آیات نازل کی گئیں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہےجس کا ترجمہ ہے : **"مسیح عیسی مریم کا بیٹا اللہ کار سول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو"**(پ، النساء:171)

اللہ پاک کی ذات ہر طرح کے شرک سے بری ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ آیت مبارکہ جس کا ترجمہ ہے کہ : **"اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے"** " جس طرح شرکت فی الالوہیت یعنی خدا تعالی کے سوا کسی اور کو عبادت کرنے یا اسے مستحق عبادت سمجھنے کا رد کرتی ہے اسی طرح اشتراک فی الوجود یعنی کسی اور کو واجب الوجود ماننے کی بھی تردید کرتی ہے۔

عقیدۂ ثانیہ (2)

دوسرا عقیدہ سب سے اولی اور سب سے اعلی یعنی سید الانبیاء علیہ السلام کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معانی

نمبر شمار	الفاظ	معنی	نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	بایں ہمہ	ان تمام باتوں کے باجود	20	مہ پارے	چاند کے ٹکڑے
02	عالم	دنیا	21	عالم تاب	دنیا کو روشن کرنے والا
03	مکلفین	رب کے بندے جو احکام کے پابند ہیں	22	اقتباس	لینا
04	پرتو	سایہ	23	سراپردہ	شاہی بارگاہ
05	بہرہ پایا	حصہ پایا	24	اجلاس	عظمت
06	نصیبۂ خاص	خاص حصہ	25	بیدائے ناپیدا کنار	ایسا لمبا چوڑا راستہ جس کا کنارہ نظر نہ آئے
07	دبستان	مدرسہ	26	شلنگ ذرہ کم مقدار	اڑتا ہوا معمولی سا ذرہ
08	رنگ آمیزیاں	رنگ سازی	27	غزیر	کثیر
09	مرکز	کسی چیز کا درمیانی حصہ	28	بحر علوم	علم کے سمندر
10	خلعت	لباس	29	جوشش فیوض	فیض کی کثرت
11	رفیع المنزلت	بلند مرتبہ	30	ازل	آغاز
12	قامت	جسم	31	محیط	احاطہ کرنا
13	موزوں	پھبتا ہوا	32	جہت مقابل	روبرو
14	ظلل ظلیل	گھنا سایہ	33	آن واحد	ایک لمحہ
15	ذیل جلیل	بزرگی والے دامن	34	سمع والا	مبارک سماعت
16	اعاظم مقربین	بڑی ہی قدر و منزلت والے	35	عالم علوی و سفلی	زمینی وآسمانی دنیا
17	مامن جہان	دنیا کی پناہ گاہ	36	فرمانرواری	حکومت
18	توسل	وسیلہ	37	پاسداری	طرف داری
19	تصرف	اختیار	38	ملاء ادنی	انسانوں کا عالم

39	**دوپارہ**	دو ٹکرے	64	**عالم بالا**	فرشتوں کی دنیا
40	**منشور خلافت مطلقہ**	مطلقاً جانشینی کا پروانہ	65	**بارگاہ عرش اشتنباہ**	بلند و بالا عظمت والے دربار
41	**تفویض تام**	مکمل اختیارات	66	**بالادست**	بااختیار
42	**محکوم**	غلام	67	**جولان**	چکر لگانا
43	**ستائش**	تعریف کا ہم معنی	68	**عنان**	لگام
44	**دفتر**	رجسٹر	69	**سمند**	گھوڑا
45	**حاشہ للہ**	خدا کی پناہ	70	**حبط**	ضائع
46	**عینیت**	اصل ذات			
47	**مثلیت**	یکسانیت			
48	**متصور**	سوچا ہوا			
49	**ہم عنانی**	برابری			
50	**افتقار**	محتاجی			
51	**نعماء خداوندی**	اللہ پاک کی نعمتیں			
52	**موجب**	لازم کرنے والا			
53	**غیر متناہی**	جو شمار نہ کی جاسکے			
54	**بچشم سر**	سر کی آنکھ			
55	**محمل**	اونٹ کا ہودہ			
56	**خرد**	عقل			
57	**خردہ**	ذرہ			
58	**وصل**	ملاقات			
59	**ہجر**	جدائی			
60	**گوہر**	موتی			
61	**شناور**	تیرنے والا			
62	**صدف**	سیپ			
63	**آشنا**	جاننے والا			

س۔1 اللہ پاک نے عالم کو کس کے سبب پیدا فرمایا؟

ج۔۔اللہ پاک نے اکیلے ہی اپنی کامل حکمت کے مطابق اپنے ازلی علم کے ذریعے اس کائنات کو پیدا فرمایا۔ انسانوں کو پیدا فرمایا، انہیں کان،آنکھ،ہاتھ،پاؤں،زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ بھی بتایا۔طرح طرح کی ایجادات کرنے کی صلاحیت و قابلیت سے نواز الغرض دنیاو آخرت کی تمام بھلائیاں کرنے کے سبب انہیں کامیاب و کامران فرما کر جنت ان کا ٹھکانا بنایا۔روز اول سے قیامت آنے تک یہ سارے انعامات واکرامات تمام برکتوں کی جامع شخصیت، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں عطا فرمائے ، جنہیں اپنا خاص محبوب بنایا ، ان کی شان یہ ہے کہ ساری مخلوق حتی کہ نبی و رسول اور مقرب فرشتے سب رضائے الٰہی کے طالب ہیں اور وہ مالک و خالق ان کی رضا کا طالب ہے جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے:"**يا محمد كل أحد يطلب رضاي وأنا أطلب رضاك في الدارين**" یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر ایک میری رضا چاہتا ہے اور میں دونوں جہاں میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

س۔2 "مرکز دائرہ و دائرہ مرکز کاف و نون بنایا"،سے کیا مراد ہے

ج۔اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی صفات کا مظہر بنایا جیسے اس کی ایک صفت "صفت تجوین" بھی ہے جس کا آسان مفہوم یہ ہے کہ رب تعالی کا حکم پاتے ہی کسی چیز کا فوراً معرض وجود میں آجانا، چنانچہ بحکم قرآنی وہ رب کریم صرف کلمہ کن(ہوجا) ارشاد فرماتا ہے اور وہ چیز (فیکون) فورا ہو جاتی ہے ، تو وہ ذات جسے رب کریم نے اپنا محبوب بنایا، اسے اپنی صفت تکوین مظہر اتم بھی بنایا ہے ، یعنی رب کی عطا سے اس محبوب کی بھی یہ شانیں ہیں کہ جب کبھی جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں ویساہی ہو جاتا ہے ، جیسا کہ مدینہ پاک میں آپ کی دعا سے مسلسل بارش کا برسنا، روک دینے سے اس بارش کا فورا رک جانا، درخت کو اشارے سے بلانا، حکم پاتے ہی اس کا چلے آنا، احد پہاڑ کو حرکت کرنے سے روکنا اور اس کارک جانا، چاند کو اشارہ کرنا تو اس کا دو ٹکڑے ہو جانا، ڈوبے ہوئے سورج کو واپس بلانا وغیرہ۔اسی طرح اللہ پاک نے اور بہت سے معجزات عطافرمائے اور اپنی عظیم الشان سلطنت و حکومت کی مکمل نیابت و جانشینی کے سب سے بلند مرتبہ لباس سے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس

کوآراستہ کیا کہ کائنات کے تمام لوگ آپ کی وسیع رحمت کے سائے اور بزرگی والے دامن میں آرام کرتے ہیں

س۔3 بڑی بڑی قدرومنزلت والے مقرب بندے بھی کیا آپ کے وسیلے کے بغیر اللہ پاک کی بارگاہ تک پہنچ سکتے نیز شارح بخاری حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کووسیلہ بنانے کے متعلق کون سے اشعار بیان فرمائے ہیں؟

ج۔بڑی قدر و منزلت والے مقرب بندے بھی آپ کے وسیلے کے بغیر اللہ پاک کی بارگاہ تک نہیں پہنچ سکتے یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کی معافی کیلیئے بارگاہ الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بناکر دعا کی تووہ قبول ہوئی ،اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نارنمرود سے نجات بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ملی اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے بدلے مینڈھا بھی حضور صلی اللہ علیہوآلہ وسلم ہی کے صدقے میں بھیجا گیا جیسا کہ شارح بخاری حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کے یہ دو شعر نقل فرمائے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے: **"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے ہی سے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ کریم نے قبول فرمائی اور اسی وسیلے سے حضرت سیدنانوح نجی اللہ علیہ السلام نے (سمندری طوفان سے کشتی میں نجات پائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہی کی بدولت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کیلیئے آگ بے ضرر ثابت ہوئی اور آپ کی ہی خاطر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے فدیہ پایا"۔**

اس۔4 اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمتہ اللہ علیہ نے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعامانگنے کے بارے میں جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ ہے: حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ دیگر انبیائے کرام، صالحین، علمائے دین متین اور عارفین کا ہمیشہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے توسل وشفاعت سے دعائیں کرنا معمول رہا ہے، چاہے حضور کی آمد سے پہلے کا زمانہ ہو یا حضور کا عہد مبارک ، حضور کے وصال کے بعد عہد صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک بلکہ تا قیامت اور محشر کے دن حتی کہ جنت میں داخلے تک حضور کے وسیلے اور شفاعت پر احادیث و آثار اتنے زیادہ اور اس قدر مشہور ہیں کہ بیان کرنے کی بھی حاجت نہیں۔

س۔5اللہ کریم نے علم و قدرت و زمین و آسمان و حکمت و حکومت کے اختیارات کی چابی کس کو عطا فرمائی ہیں؟

ج۔۔اللہ کریم نے علم و قدرت اور زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں رکھ دی ہیں اسی طرح حکمت و حکومت کے اختیارات کی چابیاں بھی آپ ہی کو عطا کر دیں۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : **"اللہ کی قسم ! میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں"۔**

س۔6 اللہ پاک کانائب مطلق کون ہے ؟

ج۔۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کریم) کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان کو خضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں کر دیا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی۔ملک و ملکوت جن اور انسان اور سارے جہان اللہ پاک کے تابع کر دینے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے (اور ہیں))

س۔7 امام بوصیری علیہ الرحمہ نے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت و عظمت کو کس چیز سے تشبیہ دے کر اپنےاشعارمیں بیان فرمایا ہے؟

ج۔۔اللہ کریم نے اپنے عزت و عظمت والے بندوں کو چاند کے ٹکڑوں اور روشن تاروں کی مانند کیا جب کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو ایسار وشن سورج بنایا جو پوری کائنات کو اپنے نور سے منور

کر رہا ہے اور اسی نور سے ہر ایک انوار و تجلیات حاصل کر رہا ہے ، چنانچہ امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ اپنے دو اشعار میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ہے: **"اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ عظمت کے سورج ہیں اور سارے پیغمبر آپکے تارے کہ سب نے آپ ہی سے لے کر اندھیرے میں آپ کا نور لوگوں پر ظاہر کیا"۔**

س۔8۔پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے نور کے متعلق حضرت علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟

ج۔۔حضرت علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن المعروف ابن الصائغ رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 777ھ) فرماتے ہیں: انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے مخلوق کے سامنے اپنی نبوت پر دلالت کرنے کیلئے جو بھی معجزہ پیش کیے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور شامل تھا۔آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تخلیق ہو چکا تھا جو ان کی طرف منتقل ہوا، پھر اصلاب طاہر ہ (یعنی پاک پشتوں) کی طرف یہاں تک کہ ماؤں نے اسے اٹھایا پس وہ نور ان کی طرف منتقل ہوا اور اسی نور سے اللہ پاک نے انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے معجزات کا نظام بنایا۔

س۔9۔کوئی کتنے ہی بلند و بالا مقام و منصب تک پہنچ جائے تووہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب عالی میں اپنی کیاحیثیت سمجھے؟

ج۔۔کوئی چاہے کتنے ہی بلند و بالا مقام و منصب تک پہنچ جائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب عالی میں خود کو کچھ نہ سمجھے اور نہ ہی آپ کے مقابلے میں اپنے فضائل و محاسن بیان کرے۔کیونکہ اللہ کریم نے اپنے محبوب عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزت و عظمت والے شاہی دربار کو وہ عظمت و بلندی عطا فرمائی ہے کہ عرش عظیم جیسے ہزاروں تخت بھی اس بلند و بالا وسیع وعریض دربار شاہی میں یوں گم ہو جائیں گے جیسے وسیع و عریض جنگل بیابان میں ایک معمولی ذرے کی حیثیت ہوتی ہے۔

امام اہل سنت اعلی حضرت فرماتے ہیں:

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں　خسرواعرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا ۔

س۔10۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارکہ پر ایک نوٹ تحریر فرمائیں؟

ج۔۔اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر وسیع علم عطا فرمایا ہے کہ آپ کے علم کے سامنے تمام اگلوں پچھلوں کے علوم کی مثال سمندر کے سامنے نہروں یا موجوں سے اڑنے والے قطروں کی طرح ہے۔اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روز اول سے روز آخر تک کا علم عطا فرمایا ہے۔لوح محفوظ میں درج تمام علوم نیز اپنی ذات و صفات کی معرفت سے متعلق بہت اور بے شمار علوم عطافرمائے۔علوم خمسہ پر مطلع فرمایا جس میں خاص وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے۔ساری مخلوقات کے احوال اور تمام ماکان (جو ہوچکا اور مایکون (جو ہوگا) کا علم عطا فرمایا۔لیکن اس کے باوجود ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم عطائی (اللہ کریم کا عطا کیا ہوا " ہونے کی وجہ سے "حادث" ہے اور اللہ پاک کا علم " ذاتی و قدیم"۔سر کار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہر گز ہر گز اللہ تعالی کے علم کے برابر نہیں۔یاد رہے ! ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک علم میں نزول قرآن کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا رہتا تھا، آخر کار قرآن پاک کی تکمیل کے ساتھ آپ کا علم بھی مکمل ہوگیا جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے 23 برس میں بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون یعنی روز اول سے روز آخر تک کی ہر شے، ہر بات کا علم عطا فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کی ابتداء سے لے کر انتہاء تک کی مکمل آگاہی بھی عطاء فریادی جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **"کہ حضور پر نور صلی | اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں (مخلوق کی ابتداء پیدائش سے لے کر ہر چیز کی خبر دیناشروع کی، یہاں تک کہ جنتیوں کے جنت میں جانے اور جہنمیوں کے جہنم میں جانے کی خبر تک دے دی۔جس نے یادر کھا اس نے یادر کھا اور جو بھول گیاوہ بھول گیا"۔**

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے روز ازل سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطاء فرمایا، ہزار تاریکیوں میں جو ذرہ یا ریت کا دانہ پڑا ہے حضور علیہ السلام کو اس کا بھی علم ہے اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی نہر ہے ، اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں، دلوں میں جو خیال گزرتا ہے اس سے بھی آگاہ ہیں اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور تمام مخلوق کے علوم مل کر علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے، جو ایک ذرا سے قطرے کو کروڑ سمندروں سے۔

س۔11۔ نبی کریم علیہ صلاۃ و السلام کی قوت بصارت و قوت سماعت کا عالم کیا تھا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت بصارت

ج۔پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس آنکھوں کا یہ معجزہ ہے کہ آپ بیک وقت آگے پیچھے ، دائیں بائیں، اوپر نیچے ،دن رات، اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔دنیا آپ کےسامنے اٹھا کر اس طرح پیش کی گئی کہ ساری کائنات پر قیامت کے ظاہر ہونے تک جب نظر فرمانا چاہیں لمحہ بھر میں ان کی نظروں کے سامنے ہوتی ہے۔جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"بے شک اللہ پاک نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا"** دوسری روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"اللہ پاک نے میرے سامنے دنیا پیش فرمادی، یہی وجہ ہے کہ میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قیامت تک کے واقعات کو اپنی اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ایک اور روایت میں ہے"** ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا: **"کیا تم گمان کرتے ہو کہ میری توجہ صرف**

قبلے کی طرف ہوتی ہے، اللہ کی قسم !مجھ پر نہ تو تمہارے خشوع پوشیدہ ہیں اور نہ تمہارے رکوع ، بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت

اللہ کریم نے نبی علیہ السلام کوایسی اعلیٰ قوت سماعت عطا فرمائی ہے کہ پانچ سو سال دور کی آواز بھی آپ کو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کان میں کہی ہوئی بات ہو جیسا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے، آسمان چہ چہاہٹ کرتا ہے اور لازم ہے کہ چرچراہٹ کرے، الخ اور آسمان وزمین کے در میان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے"۔**

آپ کی قوتِ ساعت ایسی ہے کہ آپ قبروں کے عذاب کی آواز بھی سن لیتے ہیں۔آپ نے جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ کوسن لیا۔آپ نے جنت میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی قراءت کو سنا آپ نے ستر [70] سال قبل جہنم میں گرائے جانے والے پتھر کی آواز کو سن لیا۔ آپ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ کرنے کی آواز کو بھی سن لیا کرتے تھے۔

س۔12آقاعلیہ الصلاۃ والسلام کے اختیارات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کی جانب سے عطا ہوئے اس متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؟

ج۔۔حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح او مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد ہیں، جس پر جو چاہیں حکم کریں، ایک کام ایک پر حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح (یعنی جائز۔مزید فرماتے ہیں کہ) حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول و محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کردی کہ اس میں جس طرح چاہیں تبدیلی واضافہ فرمائیں۔

س۔13 اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مبارکہ کی روشنی میں چند مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

ج۔ اختیاراتِ مصطفیٰ! حدیث پاک کی روشنی میں اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

(1) ایک صاحب حضور علیہ السلام کی بار گاہ میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر ایمان لائے کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا تو حضور علیہ السلام نے ان کی یہ درخواست قبول فرمائی۔

(2) حضرت ام عطیہ کو ایک بار نوحہ کرنے کی اجازت عطافرمائی۔

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کرنے سے روک دیا۔

(4) ایک سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی جائز نہیں، مگر حضرت بردہ رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ

کی بکری کی قربانی کی اجازت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بعد کسی کے لئے ایسا کرنا جائز نہ ہو گا۔

(5) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کیلئے چار ماہ دس دن کی مدت عدت میں کمی فرما کر انہیں صرف تین دن تک سوگ منانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

ان مثالوں سے پتا چلا کہ حضور علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ قدرت و اختیار دیا ہے کہ جس کے لیے جو چاہیں حلال فرمائیں اور جو چاہیں حرام۔ تفصیل کے لیے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "الأمن و العلی" کے ضمنی رسالے "منیۃ اللبیب اِن التشریع بیدالحبیب" کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔

س۔14 کیا پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے مردوں کو زندہ کرنا ثابت ہے؟

ج۔۔حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ہے: "**نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مردوں کو زندہ کرنے کا فعل بے شمار بار واقع ہوا ہے**"۔

" شفا شریف" میں ہے: ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں اپنی بیٹی کو زندہ کرنے کی درخواست کی اور بتایا کہ وہ فلاں وادی میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ وادی کی طرف چل دیئے اور اسے اس کے نام کے ساتھ آواز دی، اے فلانہ ! اللہ کے حکم سے مجھے جواب دے، وہ لڑکی اپنی قبر سے باہر نکل کر کہنے لگی: لبیک وسعدیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !(میں آپ کے حضور حاضر ہوں اور اللہ کریم آپ کو خوش حال رکھے) تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"تیرے ماں باپ اسلام لے آئے ہیں اگر تو چاہے تو میں تجھے ان کے پاس دنیا میں واپس لوٹا دوں؟ اس نے کہا: مجھے اپنے والدین کی ضرورت و حاجت نہیں، میں نے تو اللہ کریم کو ان دونوں سے بہتر پایا ہے ، یعنی وہ ان دونوں سے زیادہ مہربان ہے"۔**

بکری زندہ ہوگئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت پکایا اور روٹیوں کا چورہ کر کے ثرید بنایا اور اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ اسے تناول فرمایا۔جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ہڈیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان ہڈیوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر کچھ کلمات ارشاد فرمائے تو یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہوگئی اور دم ہلانے لگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر اپنی بکری اپنے گھر لے جاؤ۔

س۔15 کیا پیارے آقا علیہ صلاۃ و سلام کی حکومت وسلطنت صرف زمین میں ہی محدود ہے؟

ج۔۔حضور کی حکومت و سلطنت صرف زمین تک ہی محدود نہیں بلکہ چاند و سورج بھی آپ کے تابع فرمان ہیں۔معجزہ شق القمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بے مثال معجزہ ہے جو آیت کریمہ اور بہت سی مشہور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چاند کا ٹکڑے ہونا یقینا واقع ہے جس کو صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا

ہے اور پھر ان سے محدثین نے جم غفیر نے روایت کیا ہے اور مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ " **اقتربت الساعة وانشق القمر**" میں یہی چاند کا دو ٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ واقع ہوا۔ وہ انشقاق مراد نہیں ہے جو قرب قیامت میں واقع ہو گا اور اس سے متصل دوسری آیت کریمہ "**وان یروا ایة یعرضواو یقولو اسحرمستمر**" اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور علیہ اسلام نے ہی چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک معجزہ دکھانے کی درخواست کی تو آپ نے چاند ٹکڑے کر کے دکھایا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس کے نیچے ، تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۔

س۔16 ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہتے ہیں تو کیا اللہ پاک بھی وہی چاہتا ہے؟

ج۔۔جو ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں اللہ پاک بھی وہی چاہتا ہے، اس لیے کہ حضور کی چاہت وہی ہوتی ہے جو خدا چاہتا ہے۔چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کی: میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی چاہت پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔اور حضور علیہ السلام کی چاہت و پسند کا اللہ رب العزت کس قدر خیال رکھتا ہے اس کے لیے چند ایک آیات ملاحظہ ہوں۔چنانچہ ارشاد خداوندی ہے جس کا ترجمہ ہے: "**تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گےاس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے**"۔

تفسیر قرطبیؒ میں اس آیت کریمہ "**ولسوف يعطيك ربك فترضى**" ترجمہ: "**اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے**"اس آیت کے نزول پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا ترجمہ ہے: "**اللہ کی قسم ہے کہ میں اس وقت تک راضی یعنی خوش نہ ہوں گا جب تک میرا**

ایک امتی بھی دوزخ میں رہے"۔ حدیث پاک میں ہے کہ میں اپنی امت کی شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرے لیے ندا کی جائے گی: اے محمد ! کیا تم راضی ہو گئے ؟ میں عرض کروں گا: الٰہی ! میں راضی ہو گیا۔

سبحان اللہ! تمام مخلوق رب کو راضی کرنا چاہتی ہے مگر حضور رب کے مطلوب و محبوب ہیں کہ رب انہیں راضی فرمانا چاہتا ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد

س۔17۔اللہ پاک کے خلیفہ مطلق اور نائب کل کون ہیں؟

ج۔اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مکمل خلافت عطافرمائی اور تمام اختیارات بھی کامل طور پر آپ کے سپرد فرمادیئے۔

حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم **اللہ پاک** کے خلیفہ ہیں ، اس نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست اقدس اور ان کے ارادہ و اختیار میں دے دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں روکے رکھتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خزانہ راز الٰہی اور احکام کو نافذ کرنے والے ہیں ، ہر حکم حضور علیہ السلام ہی کے دربار سے نافذ ہوتا ہے اور جسے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارسے، خبر دار رہو! میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں جو اس وقت سے بادشاہ اور سردار ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے، وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا، تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حضور علیہ السلام اللہ تعالی کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہیں کرتے ہیں اور جو چاہیں عطا فرماتے ہیں"۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث پاک میں ہے: جب اللہ پاک نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول

(لمبائی) مشرق سے مغرب تک تھا، لکھا: اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد (صلی للہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ، میں انہی کے واسطے سے لوں گا اور ان ہی کے وسیلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سےافضل ابو بکر صدیق۔ بحمد اللہ تعالی اس حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ پاک کی بار گاہ کا تمام لینا دینا، اخذ وعطا سب محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں، ان کے واسطے اوران کے وسیلے سے ہے،اسی کو "**خلافت عظمیٰ**" کہتے ہیں

س۔18 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی و روحانی خداداد طاقتوں کو مختصرا بیان کریں؟

ج۔ آپ کی جسمانیو روحانی خداداد طاقتوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو پتا چلتا ہے کہ آپ کی حیات مقدسہ کے مختلف دور کے محیرالعقول کارنامے بجائے خود عظیم سے عظیم تر معجزات ہی معجزات ہیں۔کبھی عرب کے ناقابل تسخیر پہلوانوں سے کشتی لڑکر ان کو پچھاڑ دینا، کبھی دم زدن میں فرش زمین سے سدرۃالمنتہی پر گزرتے ہوئے عرش معلیٰ کی سیر، کبھی انگلیوں کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، کبھی ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا، کبھی خندق کی چٹان پر چھاوڑ مار کر روم و فارس کی سلطنتوں میں اپنی امت کو پرچم اسلام لہراتا ہوا دکھا دینا، کبھی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دینا، کبھی مٹھی بھر کھجور سے ایک بھو کے لشکر کو اس طرح راشن دینا کہ ہر سپاہی نے شکم سیر ہو کر کھالیا و غیرہ وغیرہ معجزات کا ظاہر کر دینا یقینا بلاشبہ یہ وہ معجزانہ واقعات ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی سلیم العقل انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

س۔19 حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو ہمارے پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے حوالے سے کیا نصیحت فرمائی؟

ج۔۔حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا کہ جب تم اللہ پاک کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی کرنا کیونکہ میں جب روح اور مٹی کے درمیان تھاتو اس وقت میں نے عرش کے پایوں پر یہ نام لکھا ہوا دیکھا تھا، پھر جب میں نے آسمانوں کی سیر کی تو وہاں بھی کوئی جگہ اس نام سے خالی نہیں دیکھی اور جب مجھے میرے رب نے جنت میں ٹھہرایا تو وہاں جنت کے محلات اور اس کے کمروں پر نام محمد لکھا دیکھا، حوروں کی گردن کے نیچے ، جنت

کے گھنے درختوں کے پتوں پر ، جنتی درخت طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر ، جنتی پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان میں نام مبارک لکھا دیکھا تھا۔لہٰذا تم بھی ان کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا کیونکہ فرشتے ہر وقت ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

س۔20 دنیا میں لوگوں کو جو نعمتیں ملتی ہیں وہ کس کے صدقے سے ملتے ہیں اس متعلق شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں؟

ج۔۔دین ودنیا میں لوگوں کو جو نعمتیں ملتی ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بارگاہ عالی سے ہی ملتی ہیں۔

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ کا مؤقف

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں، بعض علماء نے فرمایا: اس سے مراد دنیا کی تمام اجناس کے خزانوں کی چابیاں ہیں تاکہ آپ ان کو اس کے مطابق عطا کریں جو وہ اپنی ذات کیلئے طلب کریں، تو پس عالم میں جس کا رزق بھی ظاہر ہوتا ہے تو اللہ کریم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے ہی سے عطا کر تا ہے۔لہٰذا جس کو جو ملتا ہے آپ کے ہاتھوں سے ملتا ہے۔

حضرت علامہ یو سف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب بندوں پر قسم قسم کی خیرات اور دنیوی واخروی سعادتوں کے دروازے کھولے، ہر قسم کا رزق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہورہا ہے۔

س۔21 حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان جس کا ترجمہ ہے "جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل سے مانگ لی ہے" اس کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کیا بیان فرماتے ہیں؟

ج۔۔حضرت علامہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں : تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ آپ ہی بار گاہ الٰہی کے وارث ہیں، بلا واسطہ اللہ کریم سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور ساری دنیا حضور ہی کے واسطے سے اللہ پاک کی مدد لیتی ہے تو جس کامل کو جو خوبی و کمال ملا وہ حضور کی مدد اور آپ ہی کے دست رحمت سے ملا ہے۔

س۔22 میرے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے اختیارات سے متعلق علامہ شہاب الدین محمد بن عمر خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟

ج۔۔حضرت علامہ شہاب الدین محمد بن عمر خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام حاکم ہیں، آپ کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں ، نہ وہ کسی کے محکوم، پس جب وہ کسی بات میں فرمادیں :" نہیں " یا "ہاں" اور وہ کوئی بات نہیں کہتے مگر ٹھیک ٹھیک اللہ پاک کی رضا کے موافق ، تو کسی کو بھی ان کی بات مانے بغیر چارہ نہیں، پس اس وقت جب وہ کوئی فیصلہ فرمادیں تو نہ کوئی ان کے فیصلے کو روک سکتا ہے اور نہ ان کے فیصلے کو رد کر سکتا ہے ، اور وہ اپنی بات میں سب سے زیادہ سچے ہیں۔

س۔23 حضرت امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ شفاء شریف میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کے حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟

ج۔۔حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "شفا شریف میں فرماتے ہیں: حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ہر حال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی کی حلاوت سے اصلا خبردار نہ ہو گا، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: **" تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤ"۔**

س۔24 قرآن کریم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا میں کیا بیان فرمایا مختصر لکھیں؟

ج۔۔قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کا رنگا رنگ حسین و جمیل گلدستہ ہے پورے قرآن کریم میں آپ کی نعت و صفات کی آیات بینات جگمگا رہی ہیں جیسے سارآسمان جھلملاتے ستاروں سے روشن ہے۔ان میں سے چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

(1) ہمارے آقا علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں جیسا کہ قرآن میں بیان ہوا جس کا ترجمہ ہے : **"محمد اللہ کے رسول ہیں"۔**

(2) ہمارے آقا علیہ السلام کا نام احمد ہے ترجمہ: **"ان کا نام احمد ہے"۔**

(3) ہمارے آقا علیہ السلام خاتم النبین ہیں ترجمہ: **"ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے"۔**

(4) ہمارے آقا علیہ السلام سراج منیر اور داوی ہیں ترجمہ: **"اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بہلا تا اور چھکادینے والا آفتاب"۔**

5) ہمارے آقا علیہ السلام گواہ ہیں ترجمہ: **"اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ"۔**

(6) ہمارے آقا علیہ السلام شاہد یعنی (حاضر و ناظر) اور مبشر ونذیر ہیں، ترجمہ :**"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضرو ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا"۔**

(7) ہمارے آقا علیہ السلام کی زندگی بہترین نمونہ ہے، ترجمہ: **"بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے"۔**

(8) ہمارے آقا علیہ السلام تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں، ترجمہ: **"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے"۔**

ان آیات مبارکہ کے علاوہ بہت سی آیتیں ہیں لیکن یہاں چند ذکر کی گئی ہیں۔

س۔25ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت وشان کے حوالے سے سے کوئی روایت پیش کریں؟

ذکر مصطفیٰ کی رفعت و بلندی

ج۔ ذکر مصطفیٰ کی رفعت و بلندی پر ایک روایت بھی ملاحظہ فرمایئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"جبریل میرے پاس آئے اور عرض کی : میرے اور آپ کے رب نے آپ کے لئے پیغام بھیجا ہے: (کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک سب سے زیادہ جانتا ہے۔حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی :(اللہ پاک فرماتا ہے) یعنی جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو گا"۔** حضرت امام ابو العباس احمد بن محمد بغدادی المعروف ابن عطا رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کا مطلب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں : میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ میرے ذکر کے ساتھ تمہارا کر بھی ہو گا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکرٹھہرادیا ہے۔تو جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میر اذکر کیا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے آپ کا ذکر دنیاو آخرت میں بلند کیا۔ہر خطیب منبر پر، ہر کلمہ شہادت پڑھنے والا اور ہر نمازی قعدہ میں **اشھد ان لا الہ الااللہ** کے ساتھ **اشھد ان محمدا رسول اللہ** پکارتا ہے۔

س۔26۔امام احمد رضاعلیہ الرحمہ نے پیارے آقا علیہ صلاۃ و سلام کی رفعت وشان کے حوالے سے کیا فرمایا؟

ج۔۔اعلیٰ حضرت امام احمدرضا خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:ارشاد ہوتا ہے اے ہمارے محبوب! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بغیر تمہاری یاد کے ہر گزپورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، مؤذن اذانوں اور خطیب خطبوں میں ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منبروں پرہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کر یں

گے۔اشجارو احجار، آہو و سوسمار (یعنی ہرن اور گوہ) شیر خوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بہ زبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے ، چار اکناف عالم میں لاالہ الا اللہ محمد سول اللہ کا غلغلہ ہو گا، سوائے ازلی بدبختوں کے ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہو گا، مسبحان ملاء اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا ادھر تمہارے محمود ، درود مسعود کا حکم دوں گا۔عرش و کرسی ، ہفت اوراق سدرہ، قصور جہاں ، جہاں پر اللہ لکھوں گا محمدالرسول اللہ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولو العزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع انکے کانوں ، سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔

س۔27 کیا معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم "خدا" یا اس کے جیسے ہوسکتے ہیں؟

ج۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام خصوصیات اور اعلیٰ صفات کے باوجود اللہ پاک کے بندے اور تمام معاملات میں اس کے محتاج ہیں، ہر گز ہر گز خدا یا اس کے جیسے نہیں اور نہ ہو سکے ہیں اور یہ وہم و گمان کافر کے سوا کسی مسلمان کو نہیں ہو سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہوسلم کی ذات اللہ پاک کی عین یا اس کے مثل و مماثل ہے۔مخلوق ہونے کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک میں جو کمالات و فضائل پائے جاسکتے تھے اللہ کریم نے وہ تمام بدرجہ اتم عطا فرمادیئے مگر پھر بھی آپ نہ تو ذات خدا کے مماثل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے مشابہ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے خاص بندے اور اس کے محتاج ہیں۔ بے شک اللہ پاک کی وہ صفات جو صرف اسی کے ساتھ خاص ہیں، جو اس کے خدا ہونے کو لازم ہیں ان کے علاوہ سب فضائل و کمالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت ہیں۔جیسا کہ امام اہل سنت لکھتے ہیں: بے شک سوا الوہیت و مستلزمات الوہیت کے سب فضائل و کمالات حضور کے لئے ثابت ہیں۔

س۔28۔ کیاحضور علیہ السلام پر اللہ عزوجل کی جانب سے عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا ممکن ہے؟

ج۔۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر آن ،ہر رگھڑی، ہرلمحہ بار گاہ الٰہی سے انعام واکرام کی بارشیں ہو رہی ہیں اس پر وہ اپنے رب کا جتنا شکر کریں کم ہے بلکہ کماحقہ شکر ادا ہو ہی نہیں سکتا کہ جس کسی نعمت کا بھی شکر ادا کریں در حقیقت وہ شکر ادا کرنا بھی آپ علیہ السلام کے حق میں ایک اور نعمت ہوگی، کیوں کہ یہ نعمت خداوندی مزید شکر و ثناء کو لازم کرنے والی ہوگی اور اس کی کوئی انتہاہی نہیں، جب کہ اس پاک بارگاہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی نعمتیں اور عنایتیں اس قدر ہیں کہ جنہیں شمار ہی نہیں کیا جا سکتا اللہ کریم قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے جس کاترجمہ ہے: **"اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے"**۔مفسرین نے اس آیت مبارکہ کے یہ معنی بھی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ کے لئے گزشتہ سے بہتر وبرتر ہیں گویا کہ حق تعالی کا وعدہ ہے کہ دہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب اور زیادہ فرمائے گا اور ہر آنے والی گھڑی میں آپ کے مراتب ترقیوں میں رہیں گے۔اس کے بعد والی آیت مبارکہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعمت خداوندی کے ظہور کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہو تا ہے جس کاترجمہ ہے: **"اور بے شک قریب ہے کہ تمہارارب تمہیں اتنادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"**۔ اللہ پاک کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدہ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کریم نے دنیامیں عطا فرمائیں جیسے کمال نفس، اولین و آخرین کے علوم، ظہور امر ، دین کی سر بلندی اور وہ فتوحات جو آپ کے عہد مبارک میں ہوئیں اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوئیں اور تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا عام ہونا، اسلام کا مشرق و مغرب میں پھیل جانا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا تمام امتوں سے بہترین ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کمالات جن کا علم اللہ پاک ہی کو ہے ، اور یہ وعدہ آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت عامہ وخاصہ اور مقام محمود و غیرہ جلیل نعمتیں عطافرمائیں۔

س۔29 معراج کی رات پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ پاک کی کیسی قربت نصیب ہوئی؟

ج۔ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بےشمار نعمتوں سے نوازا ہے ، انہیں نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت سفر معراج بھی ہے جو ایک منظر و معجزہ ہے اس ایک معجزے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے معجزات موجود ہیں۔معراج کی رات اللہ کریم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کثیر انعامات و اکرامات سے نوازنے کے بعد اپنے قرب سے سرفراز فرمایا، اس قربت کو سمجھانے کیلئے قرآن کریم نے اسے یوں بیان فرمایا ہے جس کا ترجمہ ہے: **"تو اس جلوے اور اس محبوب میں دوہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم"**۔ مرتبہ قاب قوسنین أو ادنی سے مراد انتہائی قرب بتانا مقصود ہے، اہل عرب انتہائی نزدیکی بیان کرتے ہیں تو یہی کہا کرتے ہیں کہ وہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں تک پہنچ گیا۔بخاری شریف کے الفاظ ہیں : پھر جبریل علیہ السلام مجھے آسمانوں سے بھی اوپر لے گئے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی آگیا (اور اللہ پاک قریب ہوا پھر اور قریب ہوا یہاں تک کہ آپ اللہ سے دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔

س۔30 امام نووی علیہ الرحمہ اور علامہ شہاب الدین علیہ الرحمہ نے حضور علیہ السلام کی معراج مبارکہ کے حوالے سے کیا فرمایا؟

ج۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات جو دیدار الہی سے فیضیاب ہوئے اس بارے میں جمہور علمائے کرام کے اصح اور رائج مذہب کے مطابق دیدار الہی بحالت بیداری سر کی آنکھوں سے ہوا، اس بارے میں حضرت امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر علما کے نزدیک رائج یہی ہے کہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار کیا۔

حضرت علامہ شہاب الدین محمد بن عمر خفاجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح اور راجح مذ ہب یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے شب اسرااپنےرب کوسر کی آنکھوں سے دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا مذ ہب ہے۔

س۔31۔فتح الباری میں حضور علیہ السلام کی معراج کے متعلق کیا بیان ہوا ہے؟

ج۔۔فتح الباری میں ہے : بے شک اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معراج کی رات بغیر کسی واسطے کے کلام فرمایا۔

س۔32 امام احمد رضا علیہ الرحمہ پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی حقیقت ذات اور آپ کی سربلندی میں کلام کرنے والے کو کیا تنبیہ فرمائی ہے؟

ج۔اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت ذات اور اس کی رفعت و بلندی میں کلام کرنے والے کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے بے وقوف و نادان آدمی! آپ علیہ السلام کی حقیقت ذات اور اس کی رفعت و بلندی کا علم عزت والے رب کریم کے سپرد کر دے کیونکہ آپ علیہ السلام کی ذات کی حقیقت اور اس کی رفعت و بلندی کا علم ہونا ہمارے بس کی بات ہی نہیں، چنانچہ اس دشوار گزار میدان (یعنی آپ علیہ السلام کی حقیقت اور اوصاف کی بلندی) میں کلام کرنے والی تیز رفتار سواری کی لگام موڑ کہ تو اس کا اہل نہیں۔

اس محبوب ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتوں ، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کیلئے جس قدر قصیدے پڑھے جائیں اورآپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جو کچھ تعریفیں کی جاسکتی ہیں بیان کر لی جائیں اس کے باوجود بھی ہماری زبانیں گویا کہ بند ہیں۔ہم کماحقہ، آپ کی ذات ستودہ صفات کی تعریف بیان کرہی نہیں سکتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے برگزیدہ بندے اور تمام مخلوق کے آقاو مولیٰ ہیں ، ساری مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلام ، جن و انس اور فرشتے سب آپ کا کلمہ پڑھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر میں رطب اللسان میں اللہ کریم کے بعد آپ ہی سب کے مالک و سر دار ہیں۔

س۔33پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کے حوالے سے قرآن و حدیث میں کیا بیان ہوا ہے؟

ج۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں آپ کی جس قدر تعظیم و تکریم کی جاسکتی ہے کی جائے کہ یہ ایمان کا جزء ہے اور جس کا دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، ادب اور تعظیم سے

خالی ہے دو ایمان سے محروم ہے ، یہی قرآن و حدیث کا فیصلہ ہے ، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے جس کا ترجمہ ہے: **"تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا"۔**

بخاری شریف کی مشہور حدیث مبارکہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **" کہ کوئی شخص ہیں وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔**

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مومن کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں، اس حدیث میں حضور کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونچامانے اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و ادب بجالائے اور ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد ، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز واقارب اور اپنے مال و اسباب پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشی کو مقدم رکھے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور کے حق کو دبتا ہوا گورا نہ کرے۔

عقیدۂ ثالثہ (3)

تیسرا عقیدہ عزت و مرتبے والی محفل کے سرداروں یعنی انبیاء اکرام علیہم السلام کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معنی		
نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	قباب	گنبد
02	تفاضل	ایک دوسرے پر فضیلت ہونا
03	فائز	پہنچنے والا
04	صدر	امیر
05	نشینان	بیٹھنے والا
06	عز	بزرگی
07	جاہ	مقام و مرتبہ
08	ادیان	دین کی جمع
09	باطلہ	جھوٹے
10	قطعی	بالکل یقینی
11	خادمی	غلامی
12	غاشیہ برداری	خدمت گزاری
13	دعوئ ہم سری	برابری کا دعوی
14	نگاہ اجلال و توقیر	عزت و تعظیم کرنے والی نظر
15	حاشا	ہر گز نہیں

س۔1 مخلوق میں سب سے افضل کون ہے؟

ج۔ ماسوا اللہ (یعنی اللہ کے علاوہ جو کچھ ہے اس کو عالم کہتے ہیں،حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سب کے لئے رحمت، تو لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے **افضل** ہوں کہ جمیع ماسوااللہ (یعنی اللہ کے علاوہ ہر کوئی) رحمت لینے میں آپ کا نیاز مند ہو۔

حضرت علامہ فضل رسول بدایونی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام جہانوں کے سردار، تمام مخلوقات سے **افضل** ہیں، یہ عقیدہ رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے، اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا گنہگار، بدعتی اور گمراہ ہے۔اس کے حاشیہ میں امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تمام جہانوں سے **افضل** ہونا اجماعی قطعی ہے بلکہ قریب تھا کہ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہوتا۔

س۔2 کیا انبیاء علیہم السلام کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے؟

ج۔۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت ہے یعنی ایسا کہنادرست ہے کہ ایک نبی علیہ السلام کی دوسرے نبی علیہ السلام سے زیادہ فضیلت والے ہوں۔یہ نہیں کہ سکتے کہ بعض بعض سے اونی یا کم ہیں، بہر حال جو افضل و اعلیٰ ہیں ان کی فضیلت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔اللہ پاک کا ارشاد ہے:جس کا ترجمہ ہے: **"یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا"**(پ3،البقرہ:253)

اورایک اور مقام ارشادفرمایاترجمہ: **"اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کوایک پر بڑائی عطافرمائی"** (پ15،بنی اسرائیل:55)

یہاں ایک ضابطہ ہمیشہ یاد رکھئے انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک دوسرے سے **افضل** ہونا ان کے درجات میں ہے اوروصف نبوت میں تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہیں یعنی سب اصلی نبی ہیں۔ان میں کوئی بھی عارضی، ظلی، بروزی وغیرہ نہیں۔قرآن کریم میں ہے جس کاترجمہ ہے: **"ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے"**۔(پ3، البقرۃ:285)

س۔3۔ولی کتنے ہی مرتبہ والا ہو کیا وہ کسی نبی علیہ السلام کے برابر ہوسکتا ہے؟

ج۔۔ولی چاہے کتنا ہی بلند رتبہ ہو، ہرگز کسی نبی علیہ السلام کے برابر نہیں ہو سکتا۔ فرشتے، صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار اگرچہ بہت اونچے مقام و مرتبے والے ہیں کسی نبی علیہ السلام کے برابر نہیں۔

سورۃ الانعام میں انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر کر کے فرمایا کس کا ترجمہ ہے: **"اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی"**(پ 7 ، الانعام:86)

۔معلوم ہو ا انبیائے کرام علیہم السلام فرشتوں سے بھی افضل ہیں کہ عالم میں وہ بھی داخل اور انبیائے کرام علیہم السلام تمام عالم سے افضل۔خیال رہے ! تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں تمام جہان سے افضل تھے۔اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر زمانے میں افضل ہیں۔

س۔4 اللہ پاک کا سب سے زیادہ قرب کن شخصیات کو ملا؟

ج۔۔ اللہ پاک کا جتنا قرب انبیائے کرام علیہم السلام کو ملا، اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔اللہ پاک کو جتنے انبیائے کرام علیہم السلام محبوب اور پیارے ہیں کوئی اور ہرگز اتنا محبوب نہیں۔اس سب کی ایک دلیل ابھی گزری کہ انبیائے کرام علیہم السلام تمام عالمین سے افضل ہیں ، ایک دلیل اوراعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ نے یوں ذکر فرمائی: انبیائے کرام علیہم السلام صدر نشین ہیں یعنی عزت و مرتبے میں اوروں کے سردار ہیں جو قرب الٰہی کی منزل پر پہلے پہنچے، اب جو قرب الٰہی کی سی منزل چاہے ،ان ہی کے راستے پر چلے۔سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو ان انبیاء علیہم السلام کے بھی سردار ہیں۔انہیں حکم ہوتا ہے جس کا ترجمہ ہے: **"یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انھیں کی راہ چلو"**۔ (پ 7 الانعام:90)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا: ترجمہ، **"کہ دین ابراہیم کی پیروی کرو جو ہر باطل سے الگ تھا"**(پ14،النحل:123)

س۔5جس طرح پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ضرویات دین سے ہے تو کیا یہی حکم تمام انبیاء کا بھی ہے؟

ج۔۔اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرح تمام انبیائے کرام علیم السلام کی تعظیم ضروریات دین سے ہے لہٰذا ان میں سے کسی کی ادنٰی سی توہین بھی قطعی کفر ہے۔انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کو جھٹلانا یا کسی کا مرتبہ گھٹانا، کسی کی اہانت، کسی کی بار گاہ میں ادنی گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی، جیسا کہ حضرت قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس شخص کا حکم جس نے اللہ پاک کے تمام انبیاء اور فرشتوں کو گالی دی یا ان کی توہین و تذلیل کی یا ان کی لائی ہوئی وحی کو جھٹلایا یا ان کا انکار کیا اور تسلیم نہ کیا تو اس کا حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توہین و تذلیل کرنے والے کا، اللہ پاک فرماتا ہے جس کا ترجمہ ہے: **"وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے ان کے رسولوں کو جداکر دیں"** (پ6، النساء:150) اس آیت کریمہ کے تحت امام اہلسنت، حضرت مولانا امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیہ کریمہ نے صاف فرمادیا کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان میں جدائی ڈالنے والا پکا کافر ہے ، اور یہ کہ جو ان سب کو مانے اور ایک ہی کا منکر ہو وہ اللہ اور سب رسولوں کامنکر اور ویسا ہی پکا کھلا کافر ہے ، یہ نہیں کہ جو سب کو مانیں وہ مسلمان اور جو سب سے منکر وہ کافر، اور یہ جو بعض کو مانتے اور بعض کے منکر ہیں کچھ اور ہوں، نہیں نہیں یہ بھی کل (سب انبیاء کرام علیہ السلام) کے منکر کی طرح پورے کافر ہیں بیچ میں کوئی اور راہ نکل ہی نہیں سکتی۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب سے منقول ہے: جس نے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کو جھٹلایا یا ان میں سے کسی ایک کی شان میں کمی کی یا ان سے برآت کا اظہار کیا تو وہ مرتد ہے۔ کافروں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کی اور معاذاللہ مذاق اڑایا ان کے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے جس کا ترجمہ ہے: **"یہ ان کا بدلہ ہے جہنم اس پر کہ انھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی"**۔(پ16، الکہف: 106)

علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی علیہ السلام کے خلاف ہلاکت یا کسی ناپسندیدہ بات کی بد دعا کرے تو اسے قتل کر دیا جائے فتاوٰی قاضی خان میں ہے: جس نے کسی نبی علیہ السلام کے ایک بال مبارک کو بھی عیب لگایا، تحقیق اس نے کفر کیا۔

س۔6 کیاکوئی غیر نبی کسی نبی کے مقام کو پہنچ سکتا ہے؟

ج۔ غیر نبی چاہے کتنے ہی بڑے مقام و مرتبے والا ہو حتی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں یا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سب انبیائے کرام علیہم السلام کے خدمت گزار ہیں۔ان میں سے کوئی بھی کسی بھی طرح کسی نبی کے درجے کو ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جو کسی غیر نبی کو کسی نبی کے ہمسر یا افضل جانے وہ بالاجماع کافرومرتد ہے۔

س۔7 ولی کو نبی کے برابر جاننے والے کا حکم بیان کریں؟

ج۔ کسی ولی کو نبی سے افضل جاننا کفر ہے۔

س8۔ انبیاء کرام کن وجوہات کی بناء پر ولی سے افضل ہیں؟

ج۔حق یہ ہے کہ ہر نبی تمام اولیا سے ہر جہت سے افضل ہے۔اس کی بہت سی وجوہات ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے (یعنی ان سے گناہ ہونا محال ہے مگر ولی معصوم نہیں)۔
- نبی سے نبوت کا زوال جائز نہیں، جو شخص نبی سے نبوت کا زوال ممکن مانے وہ کافر ہے۔مگر ولی سے ولایت سلب ہو سکتی ہے جیسے بلعم بن باعوراء بلکہ خود ابلیس کہ بلند رتبہ ہوکر ذلیل ہوا۔
- نبی پر وحی آتی ہے، ولی کے لئے وحی نبوت ثابت کرنا کفر ہے۔
- ہر نبی ولی ہے مگر ہر ولی نبی نہیں یعنی نبی کو وہ فضیلتیں حاصل ہیں، ولایت بھی اور نبوت بھی مگر ولی کو صرف ایک فضیلت یعنی ولایت ملی۔

- نبی تبلیغ پر مامور ہوتا ہے اور ساتھ ہی اسے بہت سے کمالات عطافرمائے جاتے ہیں جن کا ایک قطرہ بھی ولی کے پاس نہیں۔
- نبی مومن بھی ہے اور مؤمن بہ بھی (یعنی جس پر ایمان لایا جائے) جبکہ ولی صرف مومن ہے۔
- ولایت کے لئے ایمان شرط ہے اور ایمان نبی کے ذریعے سے ملتا ہے ، اللہ پاک فرماتا ہے جس کا ترجمہ ہے: **"اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا"**۔(پ3 ال عمران:31)

  نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کعب بن اشرف یہودی وغیرہ کو ایمان کی دعوت دی، وہ بولے: ہم تو اللہ کے پیارے ہیں، ہمیں تمہاری کیا ضرورت؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔معلوم ہوا اللہ تک پہنچنے کے لئے نبی کی اتباع شرط ہے۔

س۔9 اقتداء اور اتباع میں فرق بیان کریں؟

ج۔ اقتدا کا معنی ہے پیروی اور اتباع کا معنی بھی پیروی ہے۔ان میں فرق یہ ہے کہ اتباع اطاعت والی پیروی کو کہتے ہیں جبکہ اقتداء نمونے پر چلنے کو کہا جاتا ہے۔ابھی ماقبل میں گزرے سوال کے جواب میں جو آیت ذکر کی گئی جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اتباع کا نہیں بلکہ اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔پہلے نبیوں کو حکم ہے جس کا ترجمہ ہے: **"تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا"۔**

اتباع ایمان لانے والا کرتا ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی موجو د ہوتے توانہیں بھی میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔یہ بھی خیال رہے ! یہاں حکم اتباع کا نہیں بلکہ اقتدا کا ہے۔

عقیدۂ رابعہ (4)

چوتھا عقیدہ سب سے اعلی مقرب ترین فرشتوں کا ہے

مشکل الفاظ کے معنی		
نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	اعلیٰ طبقہ	بلند مرتبہ گروہ
02	ساداتنا و موالینا	ہمارے آقا و سردار
03	علو شان	بلند شان
04	رفعت مکان	بلند مکان
05	مکین	عزت والا
06	مکین	عزت والے
07	اکابر	سب سے بڑے بزرگ
08	غاشیہ بردار	خادم

س۔1 انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے اعلی طبقہ کون سا ہے

ج۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد سب سے اعلی طبقہ مقرب ترین فرشتوں کا ہے۔

س۔2۔فرشتے کون ہیں؟

ج۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں نہ کھاتے ہیں نہ ہی پیتے ہیں۔

س۔3۔فرشتوں کی تعریف بیان کریں؟

ج۔فرشتے نوری اجسام ہیں اور جس اچھی شکل میں چاہیں اس صورت میں آنے پر قادر ہیں۔

س۔4 کیا فرشتوں سے کوئی خطا ہوسکتی ہے؟

ج۔۔فرشتےاللہ پاک کے معصوم بندے ہیں، نہ مرد ہیں نہ عورت جو فرشتوں کو مذکر کہے وہ فاسق ہے، جو مؤنث کہے وہ کافر ہے اللہ پاک کے فرمان کی مخالفت کی وجہ سے اور جو مخنث کہے اولیٰ یہ ہے کہ یہ کفر ہے کہ اس میں زیادہ تنقیص ہے۔

ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔اللہ پاک کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصدا نہ سہوا نہ خطأ۔قرآن پاک میںاللہ پاک فرماتاہے جس کاترجمہ ہے: **"جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اورجوانہیں حکم دووہی کرتے ہیں"**۔ (28 التحریم:6)

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے: ترجمہ :**"بلکہ بندے ہیں عزت والے بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر کار بند ہوتے ہیں"**۔(117 الا نبیا :20026)

س۔5 فرشتوں میں افضیلت کی ترتیب بیان کریں؟

ج۔حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے مقام و مرتبہ کے بعد مخلوق خدا میں سب سے اعلیٰ مرتبہ مقرب فرشتوں کا ہے ، ان میں سے یہ چار بہت مشہور ہیں: حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل

علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام۔حضرت عبد الرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : **"دنیا میں چار فرشتے معاملات انجام دیتے ہیں ایک جبرئیل علیہ السلام، دوسرے میکائیل علیہ السلام ، تیسرے ملک الموت عزرائیل علیہ السلام اور چوتھے اسرافیل علیہ السلام ہیں ، جبرئیل علیہ السلام وحی لانے ، میکائیل علیہ السلام بارش برسانے اور لوگوں کو رزق مہیا کرنے ، ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام لوگوں کی روح قبض کرنے ، اور اسرافیل علیہ السلام ان تک پیغام پہنچانے اور صور پھونکنے پر مامور ہیں"۔**

حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لانے، ہوائیں چلانے اور لشکروں کو فتح و شکست دینے کا کام کرتے ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام بارش برسانے اور لوگوں کو رزق مہیا کرنے، حضرت عزرائیل علیہ السلام لوگوں کی روح قبض کرنے اور حضرت اسرائیل علیہ السلام صور پھونکنے پرمامور ہیں۔ان چار فرشتوں کے بعد اللہ پاک کا عرش اٹھانے والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے زیادہ مقرب ہیں۔

وہ فرشتے جو اللہ پاک کے مقرب ہیں ان کے مقرب ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ فرشتے انبیائے کرام علیہم السلام کی خدمت میں اللہ پاک کے پیغام لاتے ہیں اور دیگر فرشتوں میں اعلیٰ درجے والے ہیں۔جیسا کہ قرآن پاک میں ہے جس کا ترجمہ ہے: **"سب خوبیاں اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا فرشتوں کو رسول کرنے والا جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں"۔**(پ:22،الفاطر:1)

اور ایک اور آیت میں ارشاد فرماتا ہے،ترجمہ: **"اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے"۔**(پ:17، ج:75)

اللہ پاک مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے، وہ انسانوں میں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے یعنی اللہ پاک فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے رسالت کا منصب عطا فرما دیتا ہے۔فرشتوں میں حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کو رسول بنایا۔ان آیات سے یہ معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اللہ پاک کےرسول ہیں اور رسول دوسروں کی بنسبت اللہ پاک کے زیادہ مقرب ہوتے ہیں۔

س۔6۔کیا اللہ پاک کے رسول ملائکہ ہمارے اولیاء سے افضل ہیں؟

ج۔۔اللہ پاک کے مقرب فرشتوں کی شان و شوکت اور قدرو منزلت اتنی بلند ہے کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی مرتب و معظم ہو وہ ہرگز ہرگز ان بلند و بالا شان و شوکت والے فرشتوں کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے **افضل** ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ مقرب فرشتے اولیاء سے **افضل** ہیں اور چونکہ اولیاء انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور انسان سے خطا واقع ہو جاتی ہے اس لیے معصومین یعنی فرشتوں کو غیرمعصوم پر فضیلت دی گئی اور مقرب فرشتے اولیائے کرام سے **افضل** ہوئے۔

اب اگر یہ سوال پیدا ہو کہ انسان اشرف المخلوقات ہے کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ترجمہ: **"اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیز میں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا"**۔(پ:15، بنی اسرائیل :70)

رسل ملائکہ اولیاء سے **افضل** ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ انسان دیگر مخلوق سے **افضل** مقرب فرشتوں کو فضیلت دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مقرب فرشتے اللہ پاک کے رسول ہیں اور رسول تمام انسانوں سے افضل ہوتا ہے اس لیے مقرب فرشتوں کو اولیاء پر فضیلت دی گئی کہ رسول سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہوتا۔ فتاوی رضویہ میں ہے: ہمارے رسول ملائکہ (فرشتوں) کے رسولوں سے **افضل** ہیں اور فرشتوں کے رسول ہمارے اولیاء سے افضل ہیں اور ہمارے اولیاء عوام ملائکہ یعنی جو فرشتے رسول نہیں ان سے افضل ہیں۔ فساق و فجار (لوگ) ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہوسکتے۔

س۔7 اللہ پاک کے پیارے فرشتوں کی گستاخی کرنا کیسا ہے نیز اس متعلق آئمہ کرام کے اقوال بھی بیان کریں؟

ج۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ مقرب ترین فرشتے منصب رسالت پر فائز ہیں اور ان کا مرتبہ انبیاء و مرسلین جیساہی ہے تو ان کی شان میں گستاخی کرنا ایساہی ہے جیسے کسی رسول کی گستاخی کرنا کہ جس طرح کسی نبی ورسول کی گستاخی کفر ہے یونہی مقرب فرشتوں کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔

حضرت امام ابو شکور محمد بن عبد السعید سالمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے فرشتے کو گالی دی یا اس سے نفرت کا اظہار کیا تو بے شک وہ کافر ہو جائے گا جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کو گالی دینے والا یا ان سے نفرت کا اظہار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے اور جس نے انبیاء یا فرشتے کاذکر حقارت یعنی ذلت کے ساتھ کیاتو وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے : جس نے فرشتوں میں سے کسی ایک فرشتے کو بھی عیب لگایا یا اس کی برائی اور مذمت کی تو اس نے کفر کیا۔قرآن کریم میں اللہ پاک فرماتا ہے جس کا ترجمہ ہے: **"جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا"**۔(پ:1 البقرہ:98)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاے کرام علیہم السلام اور فرشتوں سے دشمنی کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبان حق سے دشمنی اللہ پاک سے دشمنی کرنا ہے۔حضرت جبریل علیہ السلام انبیاے کرام علیہم السلام کے خادم ہیں، ان کا دشمن اللہ پاک کا دشمن ہے اور کسی ایک فرشتے سے عداوت و دشمنی سارے فرشتوں سے عداوت ہے۔

س۔8 پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے من وجہ استاد کون ہیں؟

ج۔۔حضرت جبرئیل علیہ السلام کہ اللہ پاک نے انہیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا من وجہ استاد ہونے کا شرف بخشا، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے جس کا ترجمہ ہے: **"انھیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے"** یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سخت قوتوں والے طاقتور یعنی جبرئیل علیہ السلام نے قرآن سکھایا۔

س۔9 کریم کی وہ آیات جن میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے سکھایاہے جیسا کہ اللہ پاک فرماتا ہے ،ترجمہ :"رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا" اور ایک مقام پر ہے کہ "بے شک تم علم سکھائے جاتے ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے" ان آیات اور "علمہ شدید القویٰ" ان میں کیا مناسبت ہے؟

ج۔۔اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ پاک نے علم دیا اور سکھایا ہے مگر بیچ میں حضرت جبریل علیہ السلام کا واسطہ ہے کہ اللہ پاک جو بھی وحی ارشاد فرماتا تو حضرت جبریل علیہ السلام آکر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کی تلقین کرتے، اس وجہ سے حضرت جبریل علیہ السلام کو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا من وجہ استاد فرمایا ہر اعتبار سے استاذ نہیں۔صرف ایک جہت سے استاد ہیں کہ اللہ پاک اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے درمیان واسطہ ہے۔مین وجہ کی قید سے یہ فائدہ ہوا کہ اگر حضرت جبریل علیہ السلام کو من کل الوجوہ استاد مانتے تو یہ اعتراض ہوتا کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے استاد ہیں تو پھر حضرت جبریل علیہ السلام کے استاذ کون ہیں ؟ منوجہ کی قید سے یہ اعتراض دور ہو گیا کہ اگر کسی کو حضرت جبریل علیہ السلام کا استاد مانتے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا استاذ الاستاذ ماننا پڑتا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ پاک نے سکھایا ہے جیسا کہ (الرحمٰن علم القران) ترجمہ: **"رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا"** سے واضح ہے۔اس لئے حضرت جبریل علیہ السلام کو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا من وجہ ہی استاد مانا جائے گا۔

س۔10۔"یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالی رسول کریم مکین امین فرماتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے سوادوسرے کے خادم نہیں" اعلیٰ حضرت کی اس عبارت سے کیا مراد ہے؟

ج۔۔حضرت جبریل علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے انہیں تمام فرشتوں کا سردار بنایا، قرآن کریم میں ان کی صفات کچھ ہوں بیان ہوئیں:

ترجمہ: **"بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے، مالک عرش کے حضور عزت والا، وہاں اس کا حکم ماناجاتا ہے، امانت دار ہے"**۔ (پ:30، التکویر19تا21)

رسول: حضرت جبریل تمام انبیاء کی طرف اللہ کے رسول ہیں کہ اللہ پاک کے احکامات اور وحی لے کر آتے ہیں۔جیسا کہ قرآن میں ہے:ترجمہ **"اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ"**۔(پ:19 الشعر آء:193،194)

قرآن پاک کو روح الامین یعنی حضرت جبریل علیہ السلام لے کر نازل ہوئے۔آپ علیہ السلام روح سے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے آپ علیہ السلام کو روح کہا گیا اور آپ علیہ السلام کو امین اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے انبیائے کرام علیہم السلام تک اپنی وحی پہنچانے کی امانت آپ کے سپر دفرمائی ہے۔

کریم: ان کا کرم یہ ہے کہ وہ افضل چیز (ہدایت و معرفت) عطا کرتے ہیں۔

ذی قوت: ان کی قوت کا یہ حال ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھایا۔اللہ پاک کی اطاعت میں خلل نہیں آنے دیتے کہ پلک جھپکنے سے پہلے آسمان سے زمین پر تشریف لے آتے ہیں۔

مکین: اللہ پاک کے نزدیک بہت معزز و مکرم ہیں کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں جو عزت، مقام اور مرتبہ انہیں حاصل ہے وہ کسی اور فرشتے کو نہیں۔

مطاع: آسمانوں میں ان کی اطاعت کی جاتی ہے یعنی اللہ پاک کے نزدیک فرشتوں میں واجب الاطاعت ہیں اور وہ انہی کے حکم سے آتے جاتے ہیں۔

امین: اللہ پاک کی وحی اور اس کے پیغام پہنچانے میں امانت دار ہیں اللہ نے انہیں خیانت اور لغزش سے محفوظ رکھا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کو یہ شرف بھی ملا کہ اللہ پاک نے انہیں نبی پاک صلی اللہ والہ وسلم کی خدمت واطاعت کے لیے خاص کیا اور تمام مخلوق میں نبی کریم علیہ السلام کے علاوہ کوئی ایسی ذات نہیں کہ جس کی حضرت جبریل علیہ السلام نے خدمت اور اطاعت کی ہو۔

س۔11حضرت جبرئیل امین کی عظمت و شان بیان کریں؟

ج۔۔حضرت جبریل علیہ السلام کی شان و عظمت اتنی زیادہ ہے کہ معزز صحاب کرام اور صاحب عظمت اولیاء جو کہ خود بھی برکتوں کے نازل ہونے کا ذریعہ ہیں ، انہیں اگر حضرت جبریل علیہ السلام کی خدمت کا

موقع ملے تو اسے اپنے لیے سعادت مندی سمجھیں گے اور دنیا و آخرت کی خوش قسمتی جانیں گے کہ حضرت جبریل علیہ السلام وہ مقدس ذات ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت کا شرف ملا۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے صحابہ و اولیاء جو خود قابل خدمت ہیں یہ بھی حضرت جبریل علیہ السلام کی خدمت کو اپنے لیے سعادت مندی سمجھتے تو اس ہستی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکت کا کیا عالم ہوگا۔

عقیدہ خامسہ (5)

پانچواں عقیدہ سرکار علیہ السلام کے صحابہ و بزرگ و برتر اہل بیت کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معنی					
نمبر شمار	الفاظ	معنی	نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	بتول	پاک دامن	18	گل	پھول چننے والوں
02	بانوئ جناں	جنتی صحابی	19	شعار	علامت
03	زہرا	کلی	20	دثار	رسم
04	چرخ	آسمان	21	زنگ تفشیش	چھان بین کا زنگ
05	سیادت	سرداری	22	نزاعوں	صحابہ اکرام کر آپس کے معاملات
06	تقیین	دو پاک دامن	23	انسب	زیادہ مناسب
07	نیرین	نہایت چمکدار	24	ثقہ	معتبر
08	آفتاب نمروز	دوپہر کا روشن سورج	25	نقی	پاک
09	تجویز کرنا	تسلیم کرنا	26	ابرار	نیکوکار
10	کان عزت	عظمت کا سرچشمہ	27	شاہراہ	رستہ
11	خیار خلق	مخلوق میں بہترین لوگ	28	ارباب باطل	جھوٹے لوگ
12	جلیس	محبت یافتہ	29	خوض	فکر
13	انیس	الفت رکھنے والا	30	مغاک بددینی	گمراہی کا گڑھا
14	غایت	حد سے زیادہ			
15	حرف رکھنا	الزام لگانا			
16	سبطین کریمین	سخی و فیاض نواسے			
17	گلستان	باغ			

س۔1   صحابہ اکرام میں افضیلت کی ترتیب بیان کریں؟

ج۔۔امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ مقرب فرشتوں اور مرسلین ملائکہ کا مقام ومرتبہ بیان کرنے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عزت و عظمت اور بارگاہ خداوندی میں مقبولیت کو بیان فرمایا ہے کہ مقرب فرشتوں کے بعد تمام مخلوق میں سب سے اعلی مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء (یعنی انبیاءو مرسلین انس ملک کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں،ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے بعد تمام عشرہ مبشرہ ان کے بعد باقی اہل بدر، ان کے بعد باقی اہل احد، ان کے بعد باقی اہل بیت رضوان ، پھر تمام صحابہ، یہ اجتماع ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شہزادی رسول، زہرہ بتول بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں جنہیں بارگادر سالت سے جنتی عورتوں کی سرداری جیسا عظیم اعزاز حاصل ہوا۔آپ کے دونوں شہزادے حضرت امام ابو محمد حسن مجتبی اور حضرت امام ابو عبداللہ حسین رضی اللہ عنہا بھی صحابہ کرام میں شامل ہیں جو خاندان رسالت کے مہکتے پھول ہیں۔بنی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: **"یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں"** ان کے علاوہ تمام امہات المومنین بھی صحابہ کرام میں شامل ہیں۔خوش نصیب خواتین ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شرف زوجیت سے نوازا قرآن کریم نے انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔اللہ پاک نے ان ازواج مطہرات کو شریعت کی پاسداری، تقوی و پرہیز گاری اور بے شمار اعلیٰ خوبیوں سے مزین فرما کر ساری عورتوں سے منفرد اور نمایاں مقام عطا فرمایا اور قرآن کریم میں ان کی شان بتاتے ہوئے ارشاد فرمایاجس کا ترجمہ ہے : **"اے نبی کی بیویوں تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو"**۔

س۔2 صحابی کسے کہتے ہیں؟

ج۔حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : جن خوش نصیبوں نے ایمان کی حالت

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا، انہیں صحابی کہتے ہیں۔

س۔3 صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کی قدرومنزلت کون سا شخص جان سکتا ہے؟

ج۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت وہی شخص جان سکتا ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظمت ورفعت سے واقف ہوگا کیونکہ ان کی تعظیم گویا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی تعظیم ہے جیسا کہ حضرت امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیم میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے صحابہ کرام کی تعظیم کرنا، ان سے اچھا سلوک کرنا، ان کے حق کو پہچانا، ان کی پیروی کرنا، ان کی تعریف و توصیف کرنا اور ان کیلئے مغفرت کی دعا کرنا۔لہٰذا ہمیں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دل سے تعظیم کرنی چاہیے اور کسی ایک صحابی کی بھی شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی ہرگز ہرگز نہیں کرنی چاہیے، اس لئے کہ یہ صحابہ کرام انبیاء و مرسلین کے بعد انسانوں میں سب سے بہتر ہیں۔اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اس بات کو ایک مثال کے ذریعے واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو اپنے محبوب کو بری صحبت سے بچاتا ہے ، جس کی واضح مثال والدین کی محبت ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو بری صحبت سے بچانے کیلئے ہرممکن کوشش کرتے ہیں، حالانکہ یہ تو اللہ کے عاجز بندے ہیں تو جب یہ عاجز ہوکر اپنے بچوں کو صحبت بد سے بچانے کیلئے کوشاں رہتے ہیں تو وہ قادر و قدیر جل جلالہ جو ہر ممکن پر قدرت رکھتا ہے، تو کیا وہ اپنے سب سے افضل واعلیٰ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کیلئے اس نے ساری کائنات سجائی، جن کی مدد و نصرت کیلئے جبریل امین اور انبیاء و رسول بھیجے،

دوسرے نبیوں نے جن کا امتی بننے کی خواہش کا اظہار کیا، ایسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ان کی شایان شان صحبت سے محروم رکھتا، ایسا ہرگز ہرگز نہیں، عقل سلیم اسے تسلیم ہی نہیں کرتی ،اور بلکہ اللہ کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے ایسے پیارے بندوں کی صحبت سے سرفراز فرمایا،

جن کے تقوی و پرہیزگاری کی گواہی خود اس پاک ذات کا پیارا کلام پاک دیتاہے۔۔چنانچہ ارشاد باری ہے جس کا ترجمہ ہے: پر ہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔

س۔4 امت کے بہترین افراد کون ہے؟

ج۔نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم کا حکم دیتے ہوئے انہیں امت کے بہترین افراد ہونے کی سند عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: "**کہ میرے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے بہترین لوگ ہیں**"۔ایک اور حدیث پاک میں ہے: میری امت میں سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں اور پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں اور پھران کے بعد والے لوگ سب سے بہتر ہیں۔

س۔5 اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کی برائیاں کرنے والوں کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

ج۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی برائی کرنے والوں کے بارے میں وعید بیان فرماکر انہیں یہ تنبیہ کی ہے کہ جو کوئی ان عظیم المرتبت ہستیوں میں سے کسی پر عیب لگاتا ہے وہ اللہ پاک کی کمال حکمت اور تمام قدرت پر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شانِ محبوبیت اور آپ کے بلند و بالا مرتبے پر الزام لگاتا ہے۔جب اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سے راضی ہیں، ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری پر قرآن وحدیث شاہد ہیں۔ان کے فضائل و کمالات اور دین اسلام کے لئے ان کی دی ہوئی قربانیوں سے کتب سیرو تاریخ مالا مال ہیں حتی کہ ان کے جنتی ہونے کی گواہی خود کلام الٰہی دے رہا ہے۔اس کے باوجود ان کی شان میں گستاخیاں کرنا، انہیں برا بھلا کہنا، سوائے خیر سے محرومی اور اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضی مول لینے کے اور کچھ نہیں۔جو آدمی کسی ایک بھی صحابی کی برائی کرتا یا کسی پر بہتان تراشی کرتا ہے وہ صرف صحابہ کرام کو تکلیف نہیں پہنچاتا، بلکہ حقیقت میں وہ اللہ پاک اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی ایذا پہنچاتا ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**میرے صحابہ کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرو، اللہ پاک سے ڈرو۔ میرے بعد**

انہیں نشانہ نہ بنانا کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے بتایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ پاک کو ایذا دی اور جس نے اللہ پاک کو ایزادی تو قریب ہے کہ اللہ پاک اس کی پکڑ فرمالے"۔

ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ہیں کہ جن میں صحابہ کرام سے بغض رکھنے والے اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کیلئے وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ہمیں ہر حال میں صحابہ کرام کا ذکر خیر اور بھلائی کے ساتھ ہی کرنا چاہیے، حضرت علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں : صحابہ کرام کا ذکر صرف خیر ہی کے ساتھ کیا جائے کیونکہ ان کے فضائل میں احادیث صحیحہ وارد ہیں نیز ان پر نکتہ چینی سے رکنا واجب ہے۔

س۔6 اعلیٰ حضرت نے اپنی عبارت میں کون سے تین طبقات کو ذکر فرما کر اس کا رد کیا ہے؟

ج۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تین طبقات کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے دو افراط و تفریط کا شکار ہیں اور ایک طبقہ اعتدال پر ہے۔ان دو میں سے ایک خارجی و ناصبی فرقہ ہے جو اپنے سینوں میں حضرت علی المرتضی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے بغض و کینہ رکھتا ہے۔دوسرا فرقہ رافضی ہے جو حضرت صدیق اکبر ، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت عائشہ صدیقہ ، حضرت طلحہ و حضرت زبیر ، حضرت امیر معاویہ اور دیگر صحابہ کرام کو نہیں مانتا۔اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ان دونوں باطل فرقوں کا یوں رد فرمایا کہ آیت مبارکہ رضی اللہ عنہم میں "من" ضمیر اور حدیث پاک اذا ذکر اِصحابی فأمسکوا" میں اصحابی" سے مراد تمام صحابہ کرام ہیں، لہٰذا خارجی اور رافضی گروہ آیت مبارکہ اور حدیث پاک کے اس " عموم" سے کسی صحابی کو خارج نہیں کر سکتے کیونکہ ان میں تمام صحابہ کرام شامل ہیں۔یعنی اللہ کریم کی رضا بھی تمام صحابہ کو حاصل ہے اور برائی سے ان کا ذکر کرنے کی ممانعت بھی سارے صحابہ کے بارے میں وارد ہوتی ہے۔دوسری بات یہ کہ شان صحابہ میں گستاخی وبے ادبی کرنے والے در حقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن ہیں اور جو آپ کا دشمن ہے وہ یقینا دشمن خدا ہے لہٰذا یہ دونوں گروہ اللہ

پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمن ہیں۔یہ دونوں گمراہ فرقے ہیں جبکہ تیسر اگر وہ اہل سنت کا ہے جو تمام صحابہ کرام کو مانتے ہیں۔

س۔7 صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق اہل سنت کے عقائد بیان کریں؟

اہل سنت کے عقائد

ج۔ (1) نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر صحابی عادل اور نیک و پرہیزگار افراد کے سردار ہیں جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جن کی بھی اقتداء کروگے فلاح و ہدایت پا جاؤ گے۔

(2) تابعین سے لے کر قیامت تک آنے والا بڑے سے بڑا نیک آدمی بھی کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔صحابہ کرام کی فضیلت صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت اور وحی کا زمانہ پانے کی وجہ سے تھی، اگر ہم میں سے کوئی 1000 سال عمر پائے۔اور تمام عمر اللہ پاک کی فرمانبرداری کرے اور نافرمانی سے بچے بلکہ اپنے وقت کاسب سے بڑا عابد بن جائیں تب بھی اس کی عبادت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت کے ایک لمحے کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔

(3) غیر صحابی کا احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنا صحابی کے تھوڑے سے صدقے کرنے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: **میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو ان کے ایک "مد" تو کیا، آدھے کو بھی نہیں پہنچ سکتا"۔**

(4) انبیاو مرسلین کے بعد اللہ پاک کے جتنے قریب صحابہ کرام ہیں، غیر صحابی نہیں، جتنا بلند درجہ صحابہ کرام کا ہے غیر صحابی کا نہیں۔حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ علیہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " **"اللہ پاک نے میرے صحابہ کو ماسوائے انبیاء و مرسلین کے تمام جہانوں پر منتخب فرمایا ہے اور ان میں سے چار کو میرے لیے چن لیا ہے وہ چار ابو بکر، عمر، عثمان، علی ہیں اور ان کواللہ پاک نے میرا بہترین ساتھی بنایا اور میرے تمام صحابہ میں خیر ہے"۔**

(5) ہر صحابی بہت بڑا پر ہیز گار ہے اور ان کے آپسی معاملات پر کیا " یا " کیوں " کرنے کو حرام جانتے ہیں۔حافظ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کے (باہمی اختلافات سے متعلق ہمارا طریقہ کار یہ ہے کہ اس بارے میں اپنی زبانیں بند رکھیں ان حضرات کیلئے دعائے مغفرت کریں۔کیونکہ ہم ان کے درمیان ہونے والے اختلافات کا ذکر ناپسندیدہ جانتے ہیں اور اس عمل سے اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں اور ہم امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔

(6) کتابوں میں جو واقعات بظاہر صحابہ کی شان کے خلاف نظر آتے ہوں تو ان میں بھی اچھا پہلو نکال لیتے ہیں اور شان صحابیت کے بارے میں کسی غلط بات کو جگہ نہیں دیتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کے بارے میں غلط بات کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: **"جس نے انہیں برابھلا کہا اس پر اللہ پاک، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔بروز قیامت اللہ پاک نہ تو اس کے نفل قبول فرمائے گا اور نہ ہی فرض"**

اہل سنت اس قدر مضبوط دلائل کی روشنی میں اس فیصلہ کن نتیجے پر پہنچے ہیں کہ صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ ہماری کمزور عقلیں ان کے درمیان ہونے والے معاملات کی حقیقت تک ہرگز نہیں پہنچ سکتیں اور نہ ہی صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے معاملات کے بارے میں باتیں کرنے کا ہمیں کوئی حق حاصل ہے۔

س۔8صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ سے محبت کرنے میں مذہب حق اہلسنت کا طریقہ کار کیا ہے؟

ج۔۔**مذہب** حق اہلسنت کا یہ طریقہ ہے کہ کسی ایک صحابی کی محبت میں دوسرے صحابہ سے بغض و عناو رکھتے ہوئے ان کی شان میں بد زبانی نہیں کرتے اور نہ ہی صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے اختلافات کی وجہ سے ایک گروہ صحابہ کی حمایت میں دوسرے گروہ کو دنیادار کہتے ہیں بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام دین متین کی بہتری چاہنے والے تھے ہمیں کسی بھی صحابی کو برا کہنے کی اجازت نہیں ہے۔
حضرت امام محمد بن حسین آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام پر طعن کرے اور کچھ سے محبت کرے، کچھ کی برائی کرے اور کچھ کی تعریف کرے تو ایسا

شخص فتنے کا طالب بلکہ خود فتنے میں مبتلا ہے کیونکہ اس کیلئے تمام صحابہ سے محبت کرنا اور ان کیلئے دعائے مغفرت کرنا ضروری تھا۔اللہ پاک تمام صحابہ کرام سے راضی ہو اور ان کی محبت سے ہمیں نفع پہنچائے۔

س۔9 تمام صحابہ کرام حق پر ہیں اس متعلق اہل سنت و جماعت نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟

ج۔صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے اختلافات کی بنیاد ان کے اجتہاد پر تھی جس نے شریعت کے دلائل کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے جو بات دین کے فائدے کیلئے بہتر پائی اسے اختیار فرمایا ان میں سے کوئی بھی دنیاوی فائدے کا طلبگار نہیں تھا، یہ الگ بات ہے کہ ان میں بعض حضرات سے اجتہادی خطا ہو گئی لیکن اس کے باوجود بھی وہ تمام کے تمام حق پر تھے۔شارح بخاری حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حق بات وہ ہے جس پر اہلسنت قائم ہیں کہ صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے اختلافات کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا اور ان کے بارے میں اچھا گمان رکھنا، ان کیلئے تاویل کرنا(اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ) وہ سب مجتہد اور اپنے معاملات کی تاویل کرنے والے تھے اور (ان معاملات میں کسی بھی صحابی نے گناہ یا دنیاطلبی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ان میں بعض سے اجتہادی غلطی واقع ہوئی اور بعض درستی کو پہنچے۔اللہ پاک نے فروعی معاملات میں اجتہادی خطا کرنے والوں کو معاف فرمادیا جبکہ مصیب کے اجر کو دگنا کر دیا ہے۔

حضرت امام شرف الدین نوو شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان معاملات کی بنیاد پر کوئی بھی صحابی عدالت کی (صفت) سے خارج نہیں ہوگا کیونکہ وہ تمام مجتہد ہیں اور اپنے اجتہاد کی وجہ سے کئی مسائل میں مختلف تھے جیسا کہ ان کے بعد والے مجتہدین کرام (احناف و شوافع وغیرہ) فقہائے کرام نے خون اور اس کے علاوہ دیگر مسائل میں اختلاف کیا ہے لیکن اس اختلاف کی وجہ سے کسی کی تنقیص لازم نہیں آتی۔ان اختلافات کے باوجود صحابہ کرام نے اپنے مخالف پر گمراہی یا فسق و فجور جیسے عیب نہیں لگائے بلکہ قرآن کریم نے ان تمام صحابہ کرام کی یہ صفت بیان کی کہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل۔ تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ عقیدہ اپنالیا کہ تمام صحابہ اچھے، معتبر، پرہیزگار، پاک، نیکوکار ہیں۔ان کے درمیان ہونے والے معاملات کی تفصیل میں پڑنا گویا کہ گمراہی میں مبتلا

ہونے کے مترادف ہے۔اس کی مثال انبیاء کرام علیہم السلاۃ والسلام کے گناہوں سے پاک ہونے کی ہے کہ جس کے بارے میں اہل حق یعنی اہلسنت خلوص و محبت کے راستے پر چل کر گستاخی سے بچتے ہوئے اصل مراد کو پہنچے اور گمراہ اور موٹے لوگ انبیائے کرام کے بعض معاملات کی تفصیل میں ناحق غوروفکر کر کے گمراہی اور بے دینی میں مبتلا ہوئے۔ جیسے قرآن پاک کی آیت مبار کہ جس کا ترجمہ ہے: **"اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی"**، تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ کو دلیل بنا کر حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اس گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ معاذ اللہ آپ علیہ السلام نے اللہ پاک کی حکم عدولی کی ہے۔اسی طرح سورہ فتح کی کی آیت مبارکہ، ترجمہ: **"اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے"**۔جس میں ذنب یعنی گناہ اور اس کی بخشش کی نسبت کا نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ہونے کا گمان ہوتا ہے اس کو دلیل بنا کر نبی کی طرف گناہ کی نسبت کے قائل ہو کر گمراہ ہوئے۔ اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام اور قبطی کے واقعے کو دلیل بناکر حضرت موسی علیہ السلام کی طرف جان بوجھ کر قتل جیسے گناہ کی نسبت کردی حالانکہ آپ نے قتل کے ارادے سے اس قبطی کو تھپڑ نہیں پارا تھا۔اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور آپ کے امتی اوریا کا قصہ۔جس کے بارے میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ واقعہ سراسر باطل ولغو ہے۔یادرکھئے ! ایسے لوگ اپنی جہالت اور گمراہی کے سبب اللہ پاک کی ناراضی اور جہنم کی حقداری کا باعث بنتے ہیں۔اللہ پاک ہمیں ایسوں کی صحبت بد سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

س۔10 انبیاہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے معصوم ہونے کے متعلق ہمارا کیاعقیدہ ہے؟

ج۔حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سارے انبیاء نبوت سے پہلے اور بعد چھوٹے، بڑے، دانستہ اور نادانستہ ہرگناہ سے معصوم ہیں۔ان کی طرف کسی گناہ کی نسبت کرنا کفر ہے۔اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جو شخص انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کسی نبی کے بارے میں غیر تلاوت و حدیث میں یہ کہے کہ

انہوں نے نافرمانی یا خلاف ورزی کی تواس کا یہ کہنا کفر ہے۔اس طرح کی باتوں سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام انبیائے کرام علیہم السلام کفر، صغیر و کبیرہ گناہوں اور برے کاموں سے معصوم ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے کام سے جو مخلوق کیلئے باعث نفرت ہو جیسے جھوٹ، خیانت اور جہالت و غیرہ بری صفات سے ، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں ان سے قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلّقا معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ جان بوجھ کر صغیرہ گناہوں سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

یادر ہے !اہلسنت کے عقیدے کے مطابق انبیائے کرام علیہم السلام اور فرشتوں کا ہی خاصہ ہے کہ وہ معصوم ہیں جیسا کہ حضرت علامہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اہل حق کے مذہب میں معصوم ہونا نبوت کے خصائص میں ہے اور حضرت علامہ علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : فرشتے اللہ کریم کے عزت والے بندے ہیں، وہ کسی بات میں اللہ سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں وہ معصوم ہیں اور اللہ پاک کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں۔

س۔11 کیا صحابہ کرام اور اولیاء عظام بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم ہے؟

ج۔ انبیائے کرام اور فرشتوں کے علاوہ کسی اور کو معصوم ماننا گمراہی ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اجماع اہلسنت ہے کہ بشر میں انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں، جو دوسرے کو معصوم مانے اہلسنت سے خارج ہے۔البتہ جہاں تک صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام کا معاملہ ہے اللہ کریم انہیں اپنے فضل و کرم سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے لیکن اگر ان سے کوئی گناہ ہوجائے تو یہ شرعاً محال بھی نہیں البتہ وہ اس گناہ پر قائم نہیں رہتے۔یادرکھئے! صحابہ کرام سے جو اجتہادی

خطائیں سرزد ہوئیں انہیں بنیاد بناکر ان کی شان میں بد زبانی ہرگز ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔کیونکہ ان کے آپسی معاملات میں تاریخی کتابوں میں کئی من گھڑت باتیں بھی مشہور ہیں جیسا کہ علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صحابہ کرام کے خلاف مؤرخین کی (بے سروپا) خبروں، جاہل راویوں، گمراہ رافضیوں اور اہل بدعت کی وہ من گھڑت باتیں جن سے کسی صحابی کی شان میں جرح کی گئی ہو، ان سے بچنا چاہیے نیز ان کے درمیان جو باہمی اختلافات ہوئے ان کی اچھی تاویل اور ان میں اچھی راہ نکالنی چاہیے کیو نکہ یہ لوگ اس بات کے اہل ہیں، ان میں سے کسی کا تذکرہ برائی سے نہ کیا جائے، نہ انہیں کوئی الزام دیا جائے، بلکہ ان کی نیکیوں، فضائل اور ان کی سیرت مبارکہ کے اچھے پہلوؤں کو بیان کیا جائے۔اس کے علاوہ دیگر باتوں پر خاموشی اختیار کی جائے۔

عقیدۂ سادسہ (6)

چھٹا عقیدہ جنتی صحابہ اکرام کے بارے میں جن میں چاروں خلفائے راشدین شامل ہیں

مشکل الفاظ کے معنی					
نمبر شمار	الفاظ	معنی	نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	**عشرہ مبشرہ**	جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ	13	**ارکان قصر ملت**	ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستون
02	**چار انہار باغ شریعت**	گلستان شریعت کی چار نہریں	14	**شمع شبستان ولایت**	ولایت کے خلوت خانہ کی شمع
03	**امام الواصلین**	اصلان حق کے امام	15	**بہار چمستان معرفت**	معرفت الٰہی کے باغوں کی بہار
04	**گردوں**	آسمان	16	**قباب**	گنبد
05	**صہرین**	دوسسرال والے	17	**نصیبہ**	حصہ
06	**یکے از ہزار**	ہزار میں سے ایک	18	**بلاتقیید**	قید و شرط کے بغیر
07	**فواضل**	فضل کی جمع	19	**استحقاق**	حقدار
08	**امرے آخر**	الگ معاملہ ہے	20	**مزیت**	برتری و فضیلت
09	**علی الاعلان**	کھلم کھلا	21	**تفوق**	فوقیت
10	**سطوت**	دبدبہ	22	**ناسوت**	دنیا
11	**صدہا تصریحین**	سینکڑوں وضاحتین	23	**صدہا خصائص**	سینکڑوں خصوصیات
12	**افروتی**	زیادتی	24	**بتاکید اکید**	بڑی شدد کے ساتھ

مشکل الفاظ کے معنی		
نمبر شمار	الفاظ	معنی
25	**سبط اصغر**	چھوٹے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
26	**سبط اکبر**	بڑے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
27	**شہزادہ گلگوں قبا**	سرخ جوڑے والے
28	**سیر الی اللہ**	اس سے مراد اللہ کریم کے اسماء و صفات کے ظلال سے اسماء صفات کی سیر کرنا یعنی جستجو کر کے قرب الٰہی تلاش کرنا ہے
29	**سیر فی اللہ**	سیر الی اللہ کے بعد کا مقام **"سیر فی اللہ"** ہے جسے بقاء سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے یعنی پچھلے درجے میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اللہ پاک کی زات و صفات تنزیہات و تقدیسات سیر کرنا
30	**تنزل ناسوتی**	مخلوق کی رہنمائی کے لئے توجہ فرمانے اور سلسلۂ بیعت و ارادات کی جاری رکھنا کا حکم ملا

س۔1 عشرہ مبشرہ کون ہے اور انہیں کیا فضیلت حاصل ہے؟

ج۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان ہی جنتی ہیں۔اللہ کریم نے ان سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہےجس کا ترجمہ ہے: **"اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا"**۔لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دنیا میں ترتیب کے ساتھ بالخصوص نام لے کر دس صحابہ کرام کو جنت کی خوشخبری سنائی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں،طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، ابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔ان دس صحابہ کرام کو " عشر مبشرہ کہا جاتا ہے۔ ناموں کی یہ ترتیب ان کے درجات کے اعتبار سے ہے
اوران میں سے افضل چاروں خلفائے راشدین ہیںاور ان میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، چاروں خلفائے راشدین کی خصوصیات اور فضائل کے بارے میں علیحدہ علیحدہ روایات پڑھنے سننے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے برابر کا کون ہو سکتا ہے خصوصاً حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل کی کثرت اور شہرت سب سے زیادہ ہے۔

س۔2 شیخین کرام کون ہے نیز ان کا مقام و مرتبہ بیان کریں؟

ج۔حضرات شیخین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا مقام تمام انبیائے کرام کے بعد سب صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بلند و بالا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضی شیر خد اکرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات سے پہلے ہم جانتے تھے کہ آپ کے بعد ابو بکرصدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ہم جانتے تھے کہ آپ کے بعد عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔حضرت امام ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔اللہ کریم اور اس کے رسول عظیم

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عنایات و انعامات ان دونوں پر صحابہ کرام میں سب سے زیادہ ہیں۔یہ جاننے کیلئے دونوں کے مشترک فضائل پر مشتمل روایتوں میں سے چند ملاحظہ کیجئے:

(1) نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"ہر نبی کے دو دو وزیر ہیں، دو آسمان میں اور دو زمین میں، آسمان میں میرے دو وزیر جبرئیل و میکائیل ہیں اور زمین میں میرےدووزیرابوبکر و عمر ہیں"**۔

(2) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا،** تھوڑی دیر بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: **"ابھی ایک اورجنتی شخص آئے گا،** تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

(3)رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دن حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسجد میں اس طرح آئے کہ ان میں سے ایک آپ کے دائیں جانب اور دوسرے آپ کی بائیں طرف تھے اور سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں کے ہاتھوں کو پکڑ رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **"ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے"**۔

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سیدالمومنین امام المتقین عبد اللہ بن عثمان ابو بکر صدیق اکبر اور جناب امیر المومنین امام العادلین ابوحفص عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہا کا جناب مولیٰ المؤمنین امام الواصلین ابوالحسن علی بن ابی طالب مرتضی اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے افضل و بہترین امت ہونا مسئلہ اجماعیہ ہے۔

س۔3 کیا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات شیخین سے افضل ہے؟

ج۔۔یاد رہے ! حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کثیر روایات موجود ہیں لیکن روایات کی کثرت و شہرت سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخین کریمین حضرت ابوبکرصدیق و عمر

فاروق اعظم سے افضل ہوگئے کیونکہ کسی چیز کی کثرت و شہرت سے اس کا افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ فضیلت اور ہے اور افضیلت ایک الگ چیز ہے۔اسے یوں سمجھ لیجیے کہ اولاد آدم میں یہ شرف صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ ایک نبی علیہ السلام کی دوشہزادیاں ایک کے بعد دوسری ان کے نکاح میں آئیں یہ حضرت عثمان غنی کی فضیلت ہے لیکن اس بناء پر آپ کو سب سے افضل کہا جائے یہ درست نہیں، لہٰذا فضیلت اور ہے جبکہ افضیلت کچھ اور۔

س۔4 فضائل شیخین کرام بزبان مولائے کائنات شیر خدا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کریں؟

ج۔اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں تو شیخین کریمین کے بکثرت فضائل وارد ہوئے ہیں بلکہ خود مولائے کائنات حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات متواترہ بھی موجود ہیں کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں بھی کئی بار افضیلت شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے افضل ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔چاہے خاص محافل ہوں یا مساجد یا عام لوگوں کی مجالس جس طرح حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے کثرت و تکرار اور بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے کسی اور صحابی سے اس طرح کی روایات مروی نہیں ہیں۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: مسئلہ تفضیل کو سب سے زیادہ بیان کرنے والے اور مخالفین کو سخت سزا کا خوف دلانے والے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ (ہیں) اس لیے کہ ان کے ایام خلافت اور کرسی زعامت میں ان کا شیخین ابوبکر و عمر کو خودپرادر تمام امت پر فضیلت دینا تواتر سے ثابت ہوا اسکو لوگوں کے کندھوں اور پشتوں پر مارا یعنی اس مسئلہ کو لوگوں کے سامنے اور ان کے پیچھے خوب روشن کیا یہاں تک کہ تیرہ وتار شبہات کی اندھیری کو دور کر دیا۔دار قطنی نے اس جناب (مولی علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا فرمایا: **"میں کسی کو نہ پاؤں گا جو مجھے ابو بکر و عمر پر فضیلت دے مگر یہ کہ میں اس کو مفتری کی حد ماردوں گا"**۔اس فن کے سلطان حضرت ابو عبد اللہ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

مزید فرماتے ہیں: اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ عام مجمعوں میں اور بھری محفلوں میں اور جامع مسجدوں میں اس بات کا اعلان فرماتے تھے اور لوگوں میں صحابہ اور تابعین کرام موجود ہوتے تھے پھر ان میں سے کسی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اس قول کو رد کیا ہو اور بے شک وہ اللہ تعالی سے بہت ڈر نے والے تھے اور اس بات سے دور تھے کہ حق بتانے سے خاموش رہیں یا کسی خطا کو مقرر رکھیں حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تبارک و تعالی نے قرآن عظیم میں یوں بیان فرمایا: **"اور تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی کہ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو"** اور اس گروہ کے ائمہ کرام ان سے زیادہ متقی اور ہدایت و صواب پر ان سے زیادہ حریص تھے اور علماء کو حق ظاہر کرنے پر اکساتے تھے اگر ان سے خطا ہو اور کجی کو درست کرنے کی ترغیب دیتے تھے اگر وہ منحرف ہوں۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے متن میں مولائے کائنات حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی روایات نقل فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ افضلیت شیخین کے بارے میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کرام سے مرفوع احادیث مبارکہ اور اقوال مبارکہ اتنی کثیر تعداد میں مروی ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ان روایات میں سے بعض کی تفصیل اعلی حضرت نے اپنے رسالے " تفضیل میں فرمائی ہے۔

عقیدہ سابعہ (7)

ساتواں عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے اختلافات کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معنی		
نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	مشاجرات	اختلافات
02	منازعات	رنجشیں
03	طعن و تشنیع	لعنت وملامت
04	ہوائے نفس	نفسانی خواہشات
05	چہ جائیکہ	پھر کیونکر
06	تطہیر و بریت	پاکی و بے قصور ہونا
07	الیم	دردناک
08	حواری	معاون ومددگار
09	سپر	ڈھال
10	رہوار	تیز چلنے والا گھوڑا
11	صبا رفتار	ہوا جیسی رفتار
12	غلامان خانہ زاد	گھر کے غلام
13	حضرت سبط مصطفیٰ	حضرت امام حسن
14	جائر	ظالم
15	تفویض کرنا	دے دینا
16	سیادت	سرداری

سوالات وجوابات

س۔1 حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے اختلافات یارنجشیں ہوئی اس متعلق اہلسنت و جماعت کا کیا عقیدہ؟

ج۔امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے 16 ہجری میں ہونے والی جنگ جمل میں شامل حضرت زبیر، حضرت طلحہ و ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور 37 ہجری میں جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں جو اختلافات ہوئےان میں اہلسنت کے عقیدے کے مطابق حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے اور ان کے متقابل آنے والے صحابہ کرام خطا پر تھے مگر ان کی یہ خطا اجتہادی تھی جس کے بارے میں بزرگان دین نے اپنی کتابوں میں صراحت فرمائی ہے، چنانچہ حضرت شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علی المرتضی، حضرت زبیر وطلحہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے مابین ہونے والے اختلافی معاملات تاویل اور اجتہاد کی وجہ سے تھے۔اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور یہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان مجتہد تھے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سب کو جنت اور شہادت کی بشارت دی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سب اپنے اجتہاد میں حق پر تھے۔اسی طرح حضرت علی المرتضی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو اختلافات ہوئے، وہ بھی اجتہادی تھے۔

س۔2 اگر مجتہد خطاب پر ہو تو کیا اسے گناہ ملتا ہے اس متعلق امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟

ج۔شارح مسلم، حضرت علامہ ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کے بارے میں اچھا گمان رکھنا، ان کے درمیان ہونے والے اختلافات سے زبان کو روکنا اور ان کے مابین ہونے والی جنگوں کی تاویل کرنا" مذہب اہل سنت" ہے کیونکہ یہ حضرات مجتہد تھے،گناہ اور محض دنیا ان کا مقصد نہ تھا نیز خود کو حق اور مخالف کو باغی سمجھنے اور امر الہیٰ کی جانب رجوع کروانے کی وجہ سے ان پر

جنگ کرنا لازم ہو چکا تھا ان میں سے کچھ تو واقعی حق پر تھے اور کچھ خطا پر یہ معاملہ اجتہادی تھا اور مجتہد کی غلطی پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ بہرحال ان جنگوں میں حضرت علی المرتضی ہی حق پر تھے یہی " مذہب اہلسنت " ہے۔

س۔3 حضرت علامہ شیخ محمد بن محمد بابرتی رحمتہ اللہ علیہ ان کی صحبت میں حد سے تجاوز کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟

ج۔۔حضرت علامہ شیخ محمد بن محمد بابرتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام کی محبت میں حد سے تجاوز نہیں کرتے کیونکہ کسی چیز میں تجاوز کرنا اس کے علاوہ کے بارے میں بغض و فساد کو جنم دیتا ہے۔ اب رافضیوں کو ہی دیکھ لو کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں حد سے بڑھنے کی وجہ سے شیخین کریمین اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں معاذ اللہ نبوت اور الوہیت جیسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: **"کہ تمہاری وجہ سے دو طرح کے لوگ ہلاک ہوں گے، ایک بغض رکھنے والے اور دوسرے محبت میں حد سے بڑھنے والے"۔**

حضرت امام بابرتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے،اور اسی طرح رافضی ان کی محبت میں حد سے بڑھنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

س۔4 صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات کی بنیاد پر کسی صحابہ کو برا بھلا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ یادر ہے صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے اختلافات کو بنیاد بنا کر کسی صحابی کو برا بھلا کہنا حرام ہے۔حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جان لو کہ بے شک صحابہ کرام کی برائی کر نا سخت حرام

کاموں میں سے ہے چاہے وہ صحابی مشاجرات میں شامل ہوئے یا نہ ہوئے۔بلکہ ہمیں چاہیے کہ جب بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کسی صحابی کا ذکر کریں تو ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ کریں۔

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں ہی بیان کیا کرو کہ اس کی برکت سے دلوں میں اتفاق قائم رہے گا اور ان صحابہ کے برے تذکرے نہ کرو کہ اس کے ذریعے لوگوں کو ان صحابہ کرام کے خلاف بھڑکانے کا سبب بنو گے۔صحابہ کرام کے درمیان ہونے والے یہ اختلافات معاذ اللہ بغض و عناد کی بنا پر ہر گز نہیں ہوئے تھے بلکہ اجتہاد کرتے وقت ان سے غلطی ہوئی جس کی وجہ سے یہ معاملات ہوئے اور مجتہد ہونے کی حیثیت سے حدیث پاک کے مطابق ان کیلئے بھی ثواب کی بشارت ہے ان کا یہ اختلاف احناف اور شوافع کے فروعی اختلافات کی طرح ہے کہ وہ بغض و عناد کی بنا پر اختلاف نہیں کرتے بلکہ دلائل کی روشنی میں اجتہاد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق بھی نہیں کہتے۔

س۔5 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

ج۔الحمد للہ اہلسنت کا یہ وتیرہ ہے کہ کسی صحابی کی شان میں بھی اپنی زبان سے نازیبا کلمات نہیں نکالتے تو پھر ام المومنین، محبوبۂ محبوب رب العلمین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا جیسی بلند مرتبہ ہستی کی شان میں کس طرح کوئی غلط بات کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا کی گستاخی در حقیقت اللہ کریم اور اس کے رسول عظیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گستاخی قرار پائے گی۔اللہ پاک نے آپ رضی اللہ عنہا کے حق میں قرآن پاک کی 18 آیات مبارکہ نازل فرمائیں جو آپ کی پاکیزگی اور پاکدامنی پر واضح دلائل کی حیثیت رکھتی ہیں۔اگر پھر بھی کوئی بد بخت آپ کی عفت و عزت کے بارے میں زبان درازی کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے کیونکہ علمائے کرام نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ام المومنین صدیقہ کا قذف (یعنی ان پر تہمت لگانا) کفر خالص ہے۔لہٰذا ہمیں حضرت سیدہ، طیبہ ، طاہرہ، عفیفہ ، بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات کے بارے میں اپنی زبان سے کوئی غلط بات نہیں نکالنی چاہیے۔یاد رکھئے! حضرت

عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا حضور کی سب سے چہیتی اور محبوب زوجہ ہیں اس بارے میں اعلیٰ حضرت نے جو چند احادیث مبارکہ ذکر فرمائیں ان کے علاوہ بھی کئی احادیث مبارکہ کتب احادیث میں موجود ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی لخت جگر، نور نظر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہر اور ضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: **"رب کعبہ کی قسم ! تمہارے والد کو عائشہ بہت زیادہ محبوب ہیں"**۔اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ: **"عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر"**۔

س۔6 شان حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کریں؟

ج۔حضرت زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کا مقام و مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی بڑھ کر ہے کہ یہ دونوں حضرات عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آٹھ صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ ان دو صحابہ کے نام لے کر ارشاد فرمایا: **"طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں"**۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کونبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے " حواری" کا خطاب عطا فرمایا۔اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی سربلندی کیلئے شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے اور اپنی جان کی پروا کئے بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حفاظت کی خاطر کفار سے مقابلہ کیا۔آپ کی ہمت و شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ احد میں جب ہم حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے جسم پر ستر سے زیادہ چھوٹے بڑے زخم ہیں اور ان کی انگلیاں بھی کٹ چکی ہیں۔آپ کی شجاعت و بہادری دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طلحہ کیلئے (جنت واجب ہوگئی۔اس دوران جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دشمنوں کی فوج کو دیکھنے کیلئے گردن اٹھاتے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے :یارسول اللہ !میرے ماں باپ آپ پر قربان ! آپ گردن نہ

اٹھائیں، کہیں دشمنوں کا کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ یارسول اللہ! آپ میری پیٹھ کے پیچھے ہی رہیں میرا سینہ آپ کے لئے ڈھال بنا ہوا ہے۔

س۔7 حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مقام و مرتبہ بیان کریں؟

ج۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مقام و مرتبہ خلفائے راشدین، اہلبیت اطہار اور عشرہ مبشرہ کے بھی بعد ہے ، چونکہ تمام صحابہ درجہ صحابیت میں برابر ہیں مگر ان میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اسی وجہ سے امیر المومنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا جو مقام ہے اس تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسائی نہیں ہے، مگر صحابیِ رسول ہونے کی حیثیت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عزت و عظمت ضرور مسلم ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان پر اعتراضات کرنا یا الزامات لگانا اور ان کی شان میں کسی بھی طرح کی توہین و گستاخی کسی کے لئے ہرگزہرگزجائز نہیں بلکہ ان کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ ہی کرنا لازم و ضروری ہے۔

س۔8 علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی ان کے مقام و مرتبے کو بیان کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

ج۔علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مسلمان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف اچھی بات ہی کرتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل اندازی نہیں کرتا بلکہ سب کے لیے رحمت کی دعا کر تا ہے۔

س۔9 امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے خلافت کیوں چھوڑی؟

ج۔یادر ہے!حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کسی کے رعب و دبدبے کی وجہ سے خلافت نہیں چھوڑی بلکہ آپ اپنی رضا سے امت مسلمہ کے خون کی حفاظت واہمیت کی بنا پر خلافت سے دستبردار ہوئے، جیسا کہ حضرت جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی: لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت کے خواہش مند ہیں؟ فرمایا بلاشبہ عرب کے تمام قبائل میری دسترس

میں تھے میں جس سے جنگ کرتا وہ بھی کرتے اور جس سے صلح کرتا وہ بھی کرتے لیکن میں نے رضائے الٰہی پانے اور امت محمدیہ کے خون کی حفاظت کی خاطر خلافت چھوڑ دی۔دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیش گوئی درست ہوجائے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"خلافت تیس سال تک ہے پھر سلطنت ہو جائے گی"۔**

س۔10 خلافت راشدہ کی مدت کو بیان کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟

ج۔خلافت راشدہ کی مدت کو بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت صدیق اکبر کی خلافت دو سال تین ماہ ہے ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال چھ ماہ رہی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کی خلافت چھ ماہ ہے۔تو یوں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت چھوڑنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق بھی ہو گئی۔

س۔10 حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اگر معاذاللہ ظالم و جابر کہیں یا یہ کہا جائے کہ آپ امامت کی حقدار نہ تھے تو اس سے کیااعتراض لازم آئے گی؟

ج۔ اگرحضرت امیر معاویہ معاذ اللہ فاسق وفاجر یا ظالم و جابر ہونے کی وجہ سے خلافت کی اہلیت نہیں رکھتے تھے تو اس کا الزام تو خود نواسہ رسول، حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ پر آتا ہے کہ انہوں نے خلافت ایک ایسے آدمی کے سپرد کردی جو اس کا اہل ہی نہیں تھا۔اس طرح تو معااللہ آپ دین کے نظام کو تباہ و برباد کرنے پر راضی تھے جبھی خلافت سے دستبردار ہوئے۔دوسرا الزام یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کے مطابق خلافت کی تیس سالہ مدت ختم ہوگئی تھی اور آپ بادشاہت کرنے پر راضی نہیں تھے تو اس دور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ صاحب صلاحیت اور نظام حکومت چلانے کی قابلیت رکھنے والے دیگر صحابہ کرام بھی تو موجود تھے آپ نے ان میں سے کسی قابل صحابی کو یہ عہدہ سپرد کیوں نہیں فرمایا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہی انتخاب کیوں فرمایا؟

بلکہ اسی پر بس نہیں اس طرح تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث پاک کو جھٹلانے جیسی گستاخی کا ارتکاب بھی لازم آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے، اللہ پاک اس کی بدولت مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔حالانکہ اس حدیث پاک سے تو بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہ فعل نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیبی خبر اور آپ کی پسند پر دلالت کرتا ہے۔اعلی حضرت،امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں : اس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ ورسول کی پسند سے ہوئی۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبی ہرگز انہیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ ورسول اسے جائز رکھتے۔

س۔11حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰعنہ نے فتنہ و فساد کو ختم کرنے کے خیال سے خلافت چھوڑ دی تو اللہ پاک نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو کون سا مقام و مرتبہ عطا فرمایا؟

ج۔حضرت علامہ علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :بے شک اکابر سے مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ نے فتنہ فساد کو ختم کرنے کے خیال سے خلافت چھوڑ دی تو اللہ پاک نے اس کے بدلے آپ کو اور آپ کی اولاد کو قطبیت کبریٰ کا منصب عطا فرمایا۔پہلے قطب اکبر خود حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں اور درمیان میں غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے اور آخر میں حضرت امام مہدی منصب قطبیت پر فائز ہوں گے۔یہی بات امام اہل سنت ، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر فرمائی ہے۔

عقیدۂ ثامنہ (8)

آٹھواں عقیدہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معنی		
نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	حقہ راشدہ	سچائی اور رہنمائی
02	غاصبہ جائرہ	زبردستی ظلم سے حاصل کی گئی
03	رافت	شفقت
04	حسن سیادت	بہتر حکومت و امامت
05	لحاظ مصلحت	تمام تر مصلحتوں کی رعایت
06	رشد	ہدایت
07	قمع اہل ارتداد	مرتدوں کو جڑ سے ختم کرنا
08	وارد	موجود
09	اجماع	اتفاق رائے
10	فساق	گناہ گار
11	راویان دین متین	مضبوط مستحکم دین بیان کرنے والے

سوالات وجوابات

س۔1 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد سب سے پہلے امام اور خلیفہ کون بنے؟

ج۔۔کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد سب سے پہلے امام اور خلیفہ اول حضرت عبد اللہ بن ابو قحافہ ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

س۔2 کیا آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے مسند خلافت زورِبازو یا ظلم و زبردستی سے حاصل کیا؟

ج۔ آپ کی خلافت قرآن و احادیث اور اقوال صحابہ جیسے قطعی یقینی واضح دلائل سے ثابت ہے۔آپ مسند خلافت پر معاذ اللہ اپنے زورِبازو یا ظلم وزبردستی سے فائز نہیں ہوئے بلکہ آپ نے صحابہ کرام کے اتفاق رائے سے خلافت کا منصب سنبھالا اور حسن و خوبی سے تکمیل تک پہنچایا۔

س۔3 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے خلافت کے معاملہ کو کس انداز میں سرانجام دیا؟

ج۔۔آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کے معاملات کو بہت اچھے انداز میں سرانجام دیا، رعایا پر شفقت و مہربانی فرمائی، اسلام کی سربلندی کیلئے تمام تر مصلحتوں کو ملحوظ رکھا۔آپ کی خلافت اور نظام حکومت شریعت کے عین مطابق اور عدل و انصاف، صداقت و ہدایت پر مشتمل تھی۔آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں زکوۃ کی فرضیت کا انکار جیسے کئی فتنوں نے سراٹھایا لیکن آپ نے اپنی قائدانہ صلاحیت، مومنانہ فراست اور بہترین نظام سلطنت کے ذریعے ان فتنوں کو ختم فرمایا۔

س۔4 خلافت صدیق اکبر پر دلائل پیش کریں؟

ج۔۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ثبوت کیلئے پہلی دلیل تو یہ ہے کہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بے شمار فرامین موجود ہیں جو خلافت صدیقی پر واضح اور روشن دلائل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان میں سے دو یہ ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مرض وفات میں مجھے ارشاد فرمایا: **"ابو بکر اور ان کے بیٹے کو بلا**

لاؤ تاکہ میں انہیں لکھ دوں، مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے یہ نہ کہہ دے کہ میں زیادہ حقدار ہوں کیونکہ اللہ پاک اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی سے راضی نہ ہوں گے"۔
اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نےارشاد فرمایا: **"مسجد میں ابو بکر صدیق کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کر دو"۔**

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ آپ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس دروازے سے تشریف لاکر مسلمانوں کو نماز پڑھایا کریں گے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ کو خلیفہ اول تسلیم کرنے کیلئے تمام کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان خوشی خوشی متفق ہوگئے تھے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمان جسے بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بہتر اور جسے مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے۔تمام صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا۔بلکہ مولائے کائنات ، حضرت علی المرتضٰی شیر خداکرم اللہ وجہہ الکریم خود ارشاد فرماتے ہیں: **"غور سے سن لو! ہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کوہی خلافت کا اہل سمجھا ہے"**۔لہٰذا اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خلافت صدیق اکبر حق ہے کیونکہ سارے صحابہ کسی جھوٹی بات پر متفق نہیں ہو سکتےکیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی ، جب تم اختلاف دیکھو تو سب سے بڑی جماعت کو لازم پکڑلو"۔**

س۔5 کیا صحابہ کرام نعوذباللہ کسی جھوٹی بات پر متفق ہوسکتے ہیں؟

ج۔۔صحابہ کرام کا کسی جھوٹی بات پر متفق ہونا اگرچہ ممکن نہیں لیکن اگر بفرض محال یہ بات تسلیم کرلی جائے کہ سارے صحابہ کرام نے خلافت صدیق اکبر جیسی جھوٹی بات پر اتفاق کرلیا تھا تو اس طرح معاذ اللہ سارے صحابہ کرام کا فاسق ہونالازم آئے گا حالانکہ سارے صحابہ عادل ہیں (ان میں سے کوئی (بھی) فاسق نہیں یعنی گناہ پر قائم کوئی نہ رہا۔ اللہ پاک نے تو قرآن کریم میں کئی مقامات پر ان کے حسن عمل، حسن اخلاق اور حسن ایمان کی تعریف فرما کر ان کی عظمت ورفعت کو اجاگر فرمایا اور انہیں دنیا میں ہی بخشش و

مغفرت اور آخرت کی ابدی نعمتوں کی خوشخبری سنائی ہے۔ان کی ایمانی صداقت کے بارے میں ارشاد فرمایا: ترجمہ: **"یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی"**۔(پ9، انفال:4)

انہیں اپنے منتخب بندوں میں شمار کیا، ان پر سلامتی نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا،ترجمہ: **"تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے بنے ہوئے بندوں پر"**۔(پ19، النمل:59) ان حضرات صحابہ کرام کا کسی جھوٹی بات پر متفق ہونا اس وجہ سے بھی قابل تسلیم نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد انہی حضرات نے دین اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات کو لوگوں میں عام فرمایا ہے ان کی اس صفت کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا ہے، ترجمہ: **"پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو"**۔

حضرت علامہ ابوزرعہ رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے یا ان میں نقص نکالتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق اور بے دین ہے۔اس لیے کہ قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر فرمان ہمیں صحابہ ہی کے واسطے سے ملا ہے تو ان کی ذات میں برائی ثابت کرنا اور انہیں غلط ٹھہرانا قرآن و حدیث کو باطل قرار دیتا ہے۔

اسی طرح کئی احادیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی رفعت و عظمت بیان فرماکر ان کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا اور ان کی پیروی کا حکم ارشاد فرمایا ہے اس بارے میں چند احادیث طیبہ ملاحظہ کیجئے:

- **"میرے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی عزت کرو کہ وہ تمہارے نیک ترین لوگ ہیں"۔**
- **"میری امت میں سب سے بہتر میرے زمانہ والے ہیں (یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان)۔"**

اس قدر اعلی خصوصیات و فضائل کے جامع صحابہ کرام کو اگر کوئی اب بھی فاسق و گنہگار کہے یا ان کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرے تو ایسا شخص بحکم احادیث لعنت کا مستحق قرار پائے گا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، **"جو انہیں برا کہے اس پر اللہ کی ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ پاک روز**

قیامت ایسے شخص کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل" لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں صحابہ کرام کی فضیلت و عظمت، عدالت و ثقاہت کے ذریعے یہ بات بھی واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت کا متفق ہونا کوئی محال بات نہیں ہے۔

س۔6حضرت امام محمد بن حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کی ترتیب کے متعلق کیا فرمایا؟

ج۔۔حضرت امام محمد بن حسین بغوی رحمۃ اللہ علیہ اسی ترتیب کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی شیر خدا رضی اللہ عنہم انبیاء ومرسلین کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں اور پھر ان چاروں میں افضیلت کی ترتیب خلافت کی ترتیب کی طرح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں لہٰذاوہ سب سے افضل ان کے بعد حضرت عمر فاروق، ان کے بعد حضرت عثمان غنی، ان کے بعد حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہم افضل ہیں۔

عقیدہ تاسعہ (9)

نواں عقیدہ دین کی ضروری چیزوں کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معنی		
نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	نصوص قرآنیہ	قرآنی آیات
02	احادیث مشہورہ	وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زائد مگر تواتر کی تعداد سے کم ہوں
03	متواترہ	وہ حدیث جس کے راوی ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہو جانا عادتاً محال ہو
04	جاں فزا احوال	فرحت انگیز اور خوشیاں بخشنے والے احوال
05	جاں گزاں احوال	تکلیف دہ احوال
06	نعیم	نعمتیں
07	عصاۃ اہل کبائر	بڑے بڑے گنہگار
08	موکول بخدا	اللہ کے سپرد

سوالات وجوابات

س۔1 اللہ کریم کی ذات و صفات کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے

ج۔۔قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اجماع امت مسلمہ جو کہ شریعت مطہرہ کے بنیادی اصول ہیں ان سے جو احکامات ثابت ہوتے ہیں ان پر عمل لازم و ضروری ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک قطعی اور یقینی طور پر مستقل شرعی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ان شرعی دلیلوں سے اللہ کریم کی ذات وصفات کے بارے جو عقائد ثابت ہیں سب پر ہمیں ایمان لانا ضروری ہے مثلاً: اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء (ناموں) میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے بلکہ وہی ساری کائنات کو چلانے کیلئے اکیلا ہی قادر ہے کوئی اس کا مددگار نہیں اور وہی حقیقی معبود ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔قرآن پاک کی بہت سی آیات مبارکہ میں اس کا ثبوت موجود ہے بطور دلیل ان میں سے تین آیات ملاحظہ کیجئے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے جس کا ترجمہ ہے:

(ا)ترجمہ: **"یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے"**۔(پ7، الانعام:102)

(۲)ترجمہ:**"اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا"**۔(پ 15 الکھف:26)

(۳) ترجمہ: **"اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں"**۔(پ 15، بنی اسرئیل: 111)

س۔2 پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے متعلق ہمارا عقیدہ بیان کریں؟

ج۔جس طرح اللہ پاک کی ذات وصفات پر ایمان لانا ضروری ہے اس طرح نبوت ورسالت سے متعلق عقائد پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جیسے تمام انبیاءو رسل علیہم السلام اور وہ کتابیں اور صحیفے جو لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کیلئے ان نبیوں پر نازل ہوئےسب کے سب برحق ہیں اور ایک مسلمان کیلئے ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہےجس کا ترجمہ ہے:**" اے ایمان والو ایمان رکھو اللہاور**

اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔

(پ5،النساء:136)

نیز اس کے علاوہ جو کچھ پہلے ہوچکا اور جو قیامت اور اس کے بعد ہوگا سب حق ہے ہمیں سب پہ ایمان لانا ضروری ہے۔

س۔3 ایک مسلمان پر جنت اور اسکی نعمتوں پر ایمان رکھنا کتنا ضروری ہے نیز ضروریات دین کے منکر کا حکم بیان کریں؟

ج۔ایک مسلمان کیلئے جنت اور اس کی نعمتوں پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین کا منکر بلکہ ان میں ادنی شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

س۔4 جنت اور اس کی نعمتیں کیسی ہیں؟

ج۔۔جنت ایسا مقام ہے جسے اللہ کریم نے اپنے فضل عظیم سے نیک بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دینے کیلئے آخرت میں تیار فرمایا ہے ، اسے بہشت بھی کہتے ہیں۔جنت میں ہر قسم کی راحت و شادمانی و فرحت کا سامان موجود ہے حدیث مبارک میں ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: "میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہوتو تمام آسمان و زمین اس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہوتو سورج کی روشنی مٹادے، جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے۔ (جنت میں مختلف جواہر کے محل ہیں، ایسے صاف و شفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہیں۔ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، زمین زعفران کی، کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔

جنت اور اس کی نعمتیں دائمی ہیں انہیں کبھی زوال نہیں ہوگا۔نہ کسی جنتی کو نکالا جائے گا اور نہ ہی کسی جنتی کو موت آئے گی اس پر قرآن کریم کی یہ آیات مبارکہ واضح ثبوت ہیں،

- ترجمہ: **"اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے"**۔(پ5،النساء:57)
- ترجمہ: **"نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں"**۔(پ14 الحجر:48)
- ترجمہ: **"اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے"**۔(پ25،الدخان:56)

س۔5 جہنم اور اس کی ہولناکیاں بیان کریں؟

ج۔ دوزخ پر ایمان رکھنا بھی ضروریات دین میں سے ہے جس کا منکر کافر ہے۔دوزخ ایسا بھیانک اور خوفناک مقام ہے جو اللہ پاک نے کافروں، منافقوں اور گنہگاروں کو سزا دینے کیلئے تیار کیا ہے۔ جہنم میں دوزخیوں کو طرح طرح کے درد ناک عذابات میں مبتلا کیا جائے گا۔ان عذابات اور سزاؤں کی کیفیت کو دنیا میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قسم کھا کر بتایا: "اگر جہنم کو سوئی کے ناکے برابر دنیا پر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے اس کی گرمی سے مر جائیں" اور یہ بھی بتایا کہ "اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ نچلی زمین تک دھنس جائیں"۔ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا: "اگر جہنم کے ہتھوڑوں میں سے کوئی ہتھوڑا زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر بھی اس کو زمین سے نہیں اٹھا سکتے اگر جہنم کے تھوہڑ (ایک کانٹے دار زہریلے درخت) کا ایک قطرہ دنیا میں آجائے تو اس کی بدبو سے تمام اہل دنیا کی معیشت برباد ہو جائے۔(جہنمی) پانی مانگیں گے تو انہیں ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی کھال گل کر گر جائے گی پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا"۔

کافر جہنم جائیں گے تو انہیں بھی کبھی موت نہیں آئے گی اور نہ ہی ان کے عذاب میں کمی ہوگی بلکہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے اور انہیں کبھی نہیں نکالا جائے گا اس پر قرآن کریم کی یہ آیات مبارکہ واضح دلیل کی حیثیت رکھتی ہیں، ارشاد باری تعالی ہے،

- ترجمہ: **"اور جنھوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ نہ ان کی قضا آئے کہ مرجائیں اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے"**۔(پ22 القاطر :36)
- ترجمہ : **"اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے"**۔(پ 1- البقرۃ:39)

اللہ کریم ہمیں جنت اور اس کی نعمتوں سے مستفیض فرمائےاور جہنم اور اس کی ہولناکیوں سے پناہ عطا فرمائے۔ آمین

س۔6 عذاب قبر کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

ج۔ عذاب قبر حق ہے اور اس کا تعلق ضروریات مذہب اہلسنت سے ہے، اس کا منکر گمراہ ہے جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عذاب قبر حق ہے اس کا انکار گمراہ اور گمراہ گر کے سوا کوئی نہیں کرے گا"۔

شارح بخاری ابوالحسن علی بن خلف المعروف ابن بطال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بے شک عذاب قبر حق ہے۔اہل سنت کا اس پر ایمان رکھنے اور تصدیق کرنے پر اجماع ہے اور اس کا منکر بدعتی کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا ہے"۔

آیات مبارکہ اوراحادیث طیبہ میں اس کا ثبوت موجود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

ترجمہ: **"جلد ہم انھیں دوبارعذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائینگے"۔**

(پ:11،التوبۃ: 101)

اس آیت کے تحت حضرت علامہ امام علی بن محمد خازن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ دوسرے عذاب سے مراد عذاب قبر ہے پھر انہیں بڑے یعنی دوزخ کے عذاب کی طرف پھیرا جائے گا جس میں وہ ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی منافقین کو تین بار عذاب دے گا ایک مرتبہ دنیا میں، دوسری مرتبہ قبر میں اور تیری مرتبہ آخرت میں۔حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عذاب قبر کا ثبوت طلب کیا گیا تو آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

ترجمہ :**"اور بے شک ظالموں کے لئےاس سے پہلے ایک عذاب ہے"**۔(پ:27،الطور:47)

اس عذاب سے پہلے یعنی جہنم کے عذاب سے پہلے ایک عذاب ہے اور اس سے مراد عذاب قبر ہے۔اسی طرح کثیر احادیث مبارکہ سے بھی عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے جن میں سے بخاری شریف کی یہ روایت صریح الفاظ میں عذاب قبر کی واضح دلیل ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"عذاب قبر حق ہے"**۔یادر ہے ! عذاب قبر سے مراد برزخ میں ہونے والا عذاب ہے ، اسے عذاب قبر اس لئے کہا جاتا ہے کہ عام طور پر میت کو قبر میں ہی دفن کیا جاتا ہے ورنہ جسے اللہ پاک چاہے گا اسے عذاب ہوگا چاہے وہ قبر میں دفن ہو یانہ ہو ، اسے درندوں نے کھالیا ہو یا جلا کر ہوا میں اڑا دیا گیا ہو۔اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عذاب قبر اور تنعیم قبرروح اور جسم دونوں کو ہو تا ہے۔

س۔7 سوالات قبر کے متعلق ہمارا عقیدہ بیان کریں؟

ج۔قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا معاملہ بھی حق ہے کہ جب میت کو دفن کردیا جاتا ہے تو اس کے پاس منکر نکیر نامی دو ایسے فرشتے آتے ہیں جن کی آنکھیں نیلی اور لٹکتے گھونگریالے بال نہایت ڈراؤنی اور بیت ناک شکلیں، بدن کارنگ سیاہ گائے کے سینگوں کی طرح لمبے دانت ہوتے ہیں۔جن سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں، مردے کو جھنجھوڑتے، جھڑک کر اٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوالات کرتے ہیں: من ربک؟ "تیرا رب کون ہے؟ " مردہ اگر مسلمان ہے تو جواب دے گا: ربی اللہ" میرا رب اللہ تعالی ہے۔پھرسوال ہوگا: ما دینک؟" تیرا دین کیا ہے؟، جواب دے گا: دینی الاسلام"میرا دین اسلام ہے۔پھروہ دونوں فرشتے سوال کریں گے: ماکنت تقول فی ہذا الرجل؟" ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟،

مومن جواب دے گا: ھو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم، وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔منکر نکیر کہیں گے :تمہیں کس نے بتایا؟ مردہ کہے گا: میں نے اللہ تعالی کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔اور اگر مرنے والا کافر ہو تو فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں :من ربک ؟ "تیرا رب کون ہے؟ مردہ کہے گا: "افسوس! مجھے نہیں معلوم۔سوال ہوگا: ما دینک ؟ "تیرا دین کیا ہے ؟، جواب دے گا: "افسوس! مجھے نہیں معلوم۔ "پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارک کے بارے میں سوال ہوگا تو پھر وہ یہی حسرت بھرے کلمات دہرائے گا۔ مسلمان نیکو کار کے امتحان میں کامیابی کے بعد اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی اور گناہ گار مسلمان اور کفار کی قبر میں امتحان میں ناکامی کے بعد عذاب الہی کے سبب جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جائے گی؟یادر ہے، منکر نکیر کے سوالات کے حق ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی واجب ہے۔یہ سوالات اسی امت کا خاصہ ہیں۔مرنے والا چاہے مومن ہو یا کافر یا منافق۔چونکہ یہ عقیدہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لئے اس کا انکار جائز نہیں ہے۔جلیل القدر محدث ، حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سلسلے میں احادیث متواتر ہیں۔نیز آپ نے 26 صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کو شرح الصدور میں ذکر فرمایا ہے۔حضرت امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پانی میں مرنے والے اور جسے درندے کھالیں اس سے بھی سوال کیے جائیں ے صحیح ترین قول کے مطابق انبیائے کرام سے سوال نہیں ہوں گے اسی طرح بعض صالحین سے بھی سوالات قبر نہیں ہوں گے جیسے شہید، راہ خدا میں مسلمانوں کی سرحد پر ایک دن رات پہرہ دینے والا، مسلمانوں کے بچے اور جو مسلمان شب جمعہ یاروز جمعہ یا رمضان المبارک میں فوت ہو جائے وہ سوال نکیرین سے محفوظ رہے گا۔سونے سے قبل سورہ سجدہ اور سورہ ملک پڑھنے الا، طاعون کے سبب مرنے والے سے بھی سوالات قبر نہیں ہوں گے۔اسی طرح قبر کے بعد بروز قیامت حساب و کتاب ، میزان عمل، حوض کوثر اور شفاعت مصطفے وغیرہ معاملات کے حق ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

س۔8 حساب و کتاب کے بارے میں ہمارا عقیدہ کیا ہے؟

ج۔قیامت کے دن اعمال کے حساب و کتاب کا عقیدہ حق ہے اس پر آیات مبارکہ میں واضح ثبوت موجود ہے ارشاد ہوتا ہے، ترجمہ: **"اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے"**۔اورایک مقام پر ہے، ترجمہ: **"ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حس (شعور) ہو"**۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ایک مرتبہ نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر آپ واپس ہوئے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، آسان حساب سے کیا مراد ہے ؟ ارشاد فرمایا**" اس سے مراد یہ ہے کہ بس بندے کے اعمال نامے کو دیکھا جائے اور اس کے گناہوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔اے عائشہ رضی اللہ عنہا، قیامت کے دن جس سے اعمال کے حساب کے معاملے میں جرح کی گئی تو وہ ہلاک (یعنی عذاب میں گرفتار ہو جائے گا"**۔یادر ہے یہ عقیدہ قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔مومن، کافر، انسان اور جنات سب کا حساب ہو گا سوائے ان کے جن کا استثناء کیا گیا ہے۔(یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے لہٰذا اس کا منکر کافر ہے۔قیامت کے دن اللہ پاک ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ حساب نہیں لے گا بلکہ تمام لوگوں کا ایک ساتھ حساب لے گا حتی کہ ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ صرف مجھ اکیلے کا حساب ہو رہا ہے۔ہر ایک کے حساب کی کیفیت بھی مختلف ہوگی کسی کا آسانی سے، کسی کا سختی سے، کسی کا خفیہ، کسی کا اعلامیہ، کسی کا ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ اور کسی کا فضل تو کسی کا عدل کے ساتھ حساب لیا جائے گا۔سب سے پہلے عبادات میں نماز سے متعلق حساب لیا جائے گا اور معاملات میں قتل کے متعلق پوچھا جائے گا۔حدیث شریف میں ہے : **"قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے در میان خون بہانے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا"**۔جبکہ دوسری حدیث پاک کے مطابق نماز کا حساب لیا جائے گا۔مفتی احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں پہلے قتل و خون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا۔اللہ کریم ہمیں قیامت کے حساب و کتاب سے محفوظ فرمائے اور بلا حساب جنت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔

س۔9 میزان عمل سے متعلق ہمارا عقیدہ بیان کریں

ج۔حساب و کتاب کی طرح بروز قیامت میزان (اعمال تولنے کی ترازو بھی) حق ہے ، یعنی دلائل سمعیہ قطعیہ (قرآن وسنت) سے ثابت ہے۔اس پر بھی ایمان لانا واجب ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے

- ترجمہ :**"اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن"**۔(پ:17 الانبیاء:47)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

- ترجمہ: **"اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئےوہی مراد کو پہنچے"**۔(پ:8 الاعراف:8)۔

جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں "وزن" سے " میزان کے ذریعے اعمال کا وزن کرنا مراد ہے۔نیز نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں میزان سے متعلق کئی فرامین موجود ہیں جن سے میزان کے حق ہونے کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: **"قیامت کے دن میزان رکھا جائے گا اگر اس میں آسمانوں اور زمینوں کو رکھا جائے تو وہ اس میں سما جائیں۔فرشتے کہیں گے : یا اللہ ! اس میں کس کا وزن کیا جائے گا؟ اللہ تعالی ارشاد فرمائےگا: میں اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہوں گا۔فرشتے عرض کریں گے تو پاک ہے ، ہم تیری اس طرح عبادت نہیں کر سکے جو تیری عبادت کا حق ہے"**۔اس میزان کے دو پلڑے ہیں ، عرش کی سیدھی جانب کا پلڑا نورانی ہے جبکہ دوسرا تاریک (سیاہ) پلڑا عرش کی بائیں جانب ہے؟ نورانی پلڑا نیکیوں کے لئے جبکہ سیاہ پلڑاگناہوں کے لئے ہوگا۔حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میزان کا ایک پلڑا جنت پر اور دوسرا دوزخ پر ہوگا۔فتاوی رضویہ میں ہے : وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھے گا اور بدی کا پلہ نیچے بیٹے گا، اللہ پاک کا ارشاد ہے، ترجمہ : **"اس کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کر تا ہے"**۔(پ22 الفاطر :10)

جس کتاب میں لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔

س۔10 پل صراط سے متعلق ہمارا عقیدہ کیا ہے؟

ج۔۔صراط حق ہے۔اس پر ایمان لانا واجب اور اس کا انکار گمراہی ہے۔اس میں سے ہر ایک کو گزرنا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے جس کا ترجمہ ہے: **"اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر سے ضرور ٹھری ہوئی بات ہے"۔**

اس پل سے گزرے بغیر کوئی جنت میں نہیں جاسکتا کیونکہ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔یہ جہنم کے اوپر (بنا) ہوگا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار (کی دھار) سے زیادہ تیز ہے ، جنت کا یہی راستہ ہے سب کو اس پر چلنا ہوگا کافر (اس پل پر نہ چل سکے گا اور جہنم میں گر جائے گا، مسلمان پار ہوجائینگے بعض تو اتنی جلدی جیسے بجلی چمکے ابھی ادھر تھے ابھی ادھر پہنچ گئے ، بعضے تیز ہوا کی طرح، بعضے تیز گھوڑے کی طرح بعض دھیرے دھیرے، گرتے پڑتے کانپتے لنگڑاتے جتنا اچھا عمل ہوگا اتنی ہی جلدی پار ہوگا۔ پل صراط کی مسافت میں اختلاف ہے بہت سے علماء و مفسرین نے حضرت امام مجاہد اور امام ضحاک رحمہما اللہ تعالی سے نقل فرمایا کہ پیدل صراط کا سفر تین ہزار سال کی راہ ہے ، ایک ہزار سال اوپر چڑھنے کے ،ہزار سال نیچے اترنے کے اور ہزار سال اس کی سطح پر چلنے کے۔

س۔11 کیا بروز قیامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے اس متعلق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ بیان کریں؟

شفاعتِ مصطفیٰ

ج۔بروز قیامت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کا عقیدہ رکھنا بھی حق ہے۔قیامت کا وہ دن جس کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے، ترجمہ: **"وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے"۔** اس دن سورج ایک میل پررہ کر آگ برسا رہا ہوگا، دہکتی ہوئی زمین ہوگی، سورہ عبس میں ارشاد ہوتا ہے،ترجمہ: **"اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو(بیوی) اور بیٹوں سے"**
ایسے کڑے حالات میں کہ جب کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف سے بھی

(کسی اور کے پاس جاؤ) کا جواب مل چکا ہوگا، تو اس نازک وقت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی ذات ہوگی جو گناہ گاروں کی یاس کو آس میں بدل دے گی اور ان کی ٹوٹی امیدوں کا سہارا ہوگی، آپ ہی کے مبارک لبوں پر (یعنی شفاعت کیلیئے میں ہوں) کی صدائیں ہونگیں جس کی برکت سے لوگ جنت میں جائیں گے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"ہر نبی کی ایک (مقبول) دعا ہوتی ہے جو وہ اپنی امت کے لئے کرتا ہے میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچار کھی ہے"۔**

اس بات کا عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسے شفاعت فرمانے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ **شفاعت** کے لغوی معنی ہیں: وسیلہ اورطلب جبکہ شرعی طور پر **غیر کے لئے خیر مانگنا شفاعت کہلاتا ہے۔**جو اس کا انکار کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اس لیے کہ وہ کافر ہے۔یادر ہے ! شفاعت دھونس (زور زبردستی کی نہ ہوگی لہٰذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہو وہ بے ایمان ہے اور جو مشرکینِ عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی بے دین ہے۔

عقیدہٴ عاشرہ(10)

دسواں عقیدہ شریعت اور طریقت کے بارے میں

مشکل الفاظ کے معنی		
نمبر شمار	الفاظ	معنی
01	راہیں	راستے
02	متبائن	ایک دوسرے کے مخالف
03	بے اتباع	پیروی کئے بغیر
04	وصول	پہنچنا
05	ریاضات و مجاہدات	زیادہ عبادت کرنا
06	ساقط	معاف ہونا
07	اسپِ بے لگام	سرکش گھوڑا
08	شتر بے زمام	بغیر نکیل کا اونٹ
09	صوفی	نیک وپرہیزگار شخص
10	ہَوا	خواہش نفس
11	دستبردار	چھوڑنے والا
12	بعداز وصول	منزل پالینے کے بعد
13	شرع کی باگیں	شرع کی لگام
14	عالِمِ متدین	پرہیزگار عالم

سوالات وجوابات

س۔1 شریعت اور طریقت کسے کہتے ہیں؟

ج۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو **شریعت** اور افعال کو **طریقت** کہتے ہیں۔

س۔2 صراط مستقیم کیا ہے؟

ج۔شریعت ہی وہ راستہ ہے جس پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کے لیے دعا مانگنے کا قرآن نے حکم دیاجس کا ترجمہ ہے : **"ہم کو سیدھا راستہ چلا"**۔اس آیت میں صراط مستقیم سے مراد "عقائد کا سیدھا راستہ" ہے، جس پر تمام انبیائے کرام علیہم السلام چلے یا اس سے مراد "اسلام کا سیدھا راستہ" ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بزرگان دین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم چلے، اور یہی راستہ اہلسنت کا ہے کہ آج تک اولیائے کرام صرف اسی مسلک اہلسنت میں گزرے ہیں اور اللہ پاک نے انہی کے راستے پر چلنے اور انہی کے ساتھ ہونے کا فرمایا ہے۔جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے جس کا ترجمہ ہے :**"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اورسچوں کے ساتھ ہو"**۔ تو جو شخص سیدھی راہ پر چل کر خدا تک پہنچنا چاہتا ہے یا طریقت کے اعلیٰ مراتب پانا چاہتا ہے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ شریعت کی پیروی کرے کہ یہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعے خدا تک پہنچنا ممکن ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، ترجمہ: **"بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے"**۔اورایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے، ترجمہ: **"اور یہ تمہارے رب کی سیدھی راہ ہے"**۔

ان آیات میں رب کی سیدھی راہ سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم یا نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیم ہی وہ راستہ ہے جو بلا تکلف اللہ پاک تک پہنچا دیتا ہے جیسے سیدھا راستہ منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ اس لئے اس راستے کو " شریعت " کہتے ہیں یعنی وہ وسیع اور سیدھا راستہ جس پر ہر شخص آسانی سے چل سکے۔لہٰذا ہر شخص شریعت پر عمل کرے اور اس کی مخالفت کرنے سے بچے کہ شریعت کی مخالفت کرنا بد دینی اور گمراہی ہے ، قرآن مجید میں ہے، ترجمہ : **"اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھاراستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی"**۔

یعنی (قرآن) میں مذکور جو احکام تمہیں بیان کئے گئے ہیں یہ اللہ پاک اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سیدھا راستہ ہیں تو اس پر چلو اگر اس راستے سے ادھر ادھر ہوئے تو گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔جیسے کہ وہ شخص جو کہے کہ شریعت کے احکام تو اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ تھے اور ہم اللہ تک پہنچ گئے اب ہمیں شریعت کی کوئی حاجت نہیں، تو ایسے شخص کے بارے میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ سچ کہتا ہے وہ پہنچنے والا ضرور ہے مگر کہاں ؟ جہنم تک۔

س۔3 کیا ہر شخص مکلّفِ شریعت ہے؟

ج۔۔اگر کوئی شخص چاہے وہ کتنا ہی نیک و پرہیز گار ہو اور خود کو ہر وقت یادالٰہی میں مشغول رکھ کر کتنی ہی عبادت کرلے وہ کبھی اس رتبے تک نہیں پہنچ سکتا کہ احکام شریعت، تمام تر فرائض و عبادات اور امر و نہی کے جملہ امور اس سے ساقط ہوجائیں اور وہ جانوروں کی طرح بے لگام اور آزاد پھرے۔بلکہ ہر شخص پر شریعت کی پیروی لازم اور احکام امر و نہی پر عمل کرنا ضروری ہے اور کوئی بھی ان سے آزاد نہیں، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : یہ خیال کرنا کہ شرعی مکلفات کسی حال میں ساقط ہو جاتے ہیں، غلط ہے۔فرض عبادات کا چھوڑنا زندیقیت (یعنی بے دینی) ہے اور حرام کام کرنا گناہ، اور فرض کسی حال میں معاف نہیں ہوتا۔حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت بایزید بسطامی اور دیگر جتنے بھی بزرگان دین گزرے ہیں سب نے شریعت کی پیروی کی ہے اور سب تعظیم شریعت اور سیدھی راہ "شریعت" کی پیروی کے سبب ہی اللہ تک پہنچے، ان بزرگوں سے یا ان کے علاوہ کسی اور ولی سے ایک بھی ایسا قول منقول نہیں کہ اس نے شریعتِ مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی ہو یا اسے قبول کرنے سے باز رہا ہو بلکہ تمام اولیاء نے شریعت کے سامنے اپنی گردنیں جھکائی ہیں اور اپنے باطنی علوم کی بنیاد نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقے پر رکھی ہے۔

س۔4 صوفی کسے کہتے ہیں نیز کیا صوفی شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے؟

ج۔۔حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **صوفی** وہ شخص ہے جس کی معرفت کا نور اس کی پرہیزگاری کے نور کو نہ بجھائے یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے ان پر عمل کرے اور جن سے بچنے کا حکم ہے ان سے بچے اور ہر حال میں شریعت کا سچا پکا تابعدار ہو۔

چنانچہ جب کوئی عام شخص احکام شرع کی پیروی سے آزاد نہیں اور ہر ایک پر شریعت کی پیروی لازم ہے تو اب اگر کوئی شخص چہ جائیکہ وہ صوفی ہی کیوں نہ ہو وہ بھی اتباع شریعت سے آزاد نہیں۔بلکہ اس پر بھی شریعت کی پیروی کرنا بدرجہ اولیٰ لازم ہے اور وہ بھی شریعت کی پابندیوں سے آزاد نہیں۔

س۔5 کیا اس شخص کو صوفی کہا جاسکتا ہے جو نفسانی خواہشات کے سبب خود کو شریعت کی پابندیوں سے آزاد سمجھے؟

ج۔۔صوفی وہ ہے جو شریعت کی اتباع کرے نہ کہ وہ جو اپنی نفسانی خواہشوں کے سبب خود کو اتباع شریعت سے آزاد سمجھے اور کہے کہ مجھ سے سارے احکام اٹھالیے گئے ہیں۔ایسے شخص کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا، ترجمہ: **"تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنھوں نے نمازیں گنوائیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غیّ کا جنگل پائیں گے"**۔

یعنی جس نے اللہ پاک کی اطاعت پر اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کو ترجیح دی اور اللہ پاک کی اطاعت کرنے کی بجائے گناہوں کو اختیار کیا اس کا انجام یہ ہے کہ وہ عنقریب جہنم کی خوفناک وادی غیّ میں ڈال دیا جائے گا۔لہٰذا ہر حال میں شریعت کی اتباع کی جائے کہ اتباع شریعت سے خود کو آزاد سمجھنے والے صوفیوں کے بارے میں امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو اپنی طرف سے صوفی بنتے ہیں وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، وہ شریعت کے راستے سے ٹیڑھے ہو کر جہنم کے راستے پر چلتے ہیں کیونکہ یہ لوگ شریعت کو چھوڑے ہوئے ہیں اور شریعت کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہیں، اگر چہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ لوگ انوار سے روشن ہیں۔حالانکہ طریقت کے جملہ جلیل القدر بزرگ تو شریعت

کے آداب پر قائم ہیں اور احکام الٰہی کی تعظیم کے معتقد ہیں۔اسی لئے اللہ پاک نے انہیں کمالات کا تحفہ دیا جبکہ طریقت سے بے خبر لوگ اپنی خرافات پر دھوکے کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور ظاہر میں مسلمان لیکن حقیقت میں کافر ہیں۔

س۔6 کیا شریعت اور طریقت الگ الگ ہیں؟

ج۔ شریعت اور طریقت الگ الگ نہیں بلکہ شریعت و طریقت کے ایک ہونے اور ان کے آپس میں اتصال کو ان دو مثالوں کے ذریعے سمجھا جائے:

(1) شریعت خوراک کی طرح اور طریقت اس خوراک سے حاصل ہونے والی طاقت و قوت کی طرح ہے ، اور یہ بات بالکل یقینی ہے کہ جب کوئی شخص خوراک چھوڑ دے اور یہ امید رکھے کہ اسے بغیر خوراک کے طاقت ملتی رہے گی تو یہ ایک احمقانہ بات ہے کیونکہ خوراک چھوڑ دینے سے طاقت و قوت بھی ختم ہو جاتی ہے۔یہی معاملہ شریعت و طریقت کا ہے کہ احکام شرع پر عمل کیے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں ہے۔

(2) شریعت آئینہ (آنکھ کی طرح اور طریقت اس سے دکھائی دینے والی نظر کی طرح ہے، تو جس طرح آنکھ کے پھوٹ جانے پر نظر باقی نہیں رہتی اور کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے، اسی طرح شریعت و طریقت کا معاملہ ہے کہ شریعت کی آنکھ پھوٹی تو نور طریقت کی نظر جاتی رہی۔جس نے شریعت کا دامن چھوڑ دیا اس کے پاس طریقت بھی نہیں رہتی۔شریعت و طریقت کے اتصال کے بارے میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے سوا کسی کی طرف نگاہ نہ اٹھانا جو کہ طریقت کا ایک بلند مرتبہ ہے، ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں کے ساتھ ہو کہ اللہ پاک کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کی جائے اور اس کے تمام احکام کی حفاظت کی جائے اور اگر بندے کی طرف سے شریعت کی حدود میں سے کسی حد میں خلل آئے تو وہ جان لے کہ وہ فتنہ میں پڑا ہوا ہے اور شیطان اس کے ساتھ کھیل رہا ہے لہٰذافورا شریعت کے حکم کی طرف لوٹ آئے اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ حقیقت باطل ہے۔

س۔7 کیا مقام و مرتبے کی وجہ سے شریعت کی پابندی لازم نہیں ہوتی؟

ج۔۔شریعت و طریقت کے آپس کے اتصال کو جان لینے کے بعد یہ بات بھی جانا ضروری ہے کہ اگر مقام و مرتبہ کی وجہ سے احکام و شریعت کی پیروی لازم نہ ہوتی اور اس مرتبہ پر پہنچ کر انسان کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وہ جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو کائنات میں سب سے افضل ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کا مرتبہ بہت بلند و اعلیٰ ہے وہ اس کے زیادہ حق دار تھے کہ شریعت کی اتباع نہ کرتے، نہ عبادت کرتے اور نہ ہی احکام خداوندی کی پیروی کرتے، حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع شریعت کے حوالے سے قرآن کریم میں فرمایا گیا، جس کا ترجمہ ہے: **"تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گر دن رکھوں"**۔(پ:7 ، الانعام:14) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ سب سے پہلے فرمانبرداری کے لئے گردن جھکائیں کیونکہ نبی اپنی امت سے دین میں آگے ہوتے ہیں۔ نیز نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: **نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کو اٹھ کر نماز ادافرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے مبارک پاؤں سوج جاتے**۔اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اپنی زندگی اطاعت الہٰی اور عبادات میں گزاری تو کوئی شخص اس بات کا کیونکر حقدار ہو سکتا ہے کہ اس سے احکام شرع اٹھا لیے جائیں ، اور وہ نماز، روزہ، زکوۃ و حج وغیرہ اور جملہ اوامر و منہیات اور شریعت کے تمام احکام سے آزاد ہو جائے؟ حالانکہ یہ بات بالکل یقینی ہے کہ جس کی قدر و منزلت اللہ پاک کی بار گاہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے تو شریعت کی گرفت اور پکڑ بھی اس شخص پر اتنی ہی سخت ہو جاتی ہے۔ یعنی ان کو مشکلات بھی زیادہ پیش آتی ہیں، ان کا امتحان بھی بڑا ہوتا ہے اور ان کو مجاہدے وریاضتیں بھی زیادہ کرنی پڑتی ہیں۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟ فرمایا: **"انبیائے کرام علیہم السلام پر پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر ان کے بعد جو بہتر ہیں ، بندے کو اس کی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی**

ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تواللہ پاک اس کی دینداری کے مطابق اسے آزماتا ہے۔بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ دنیاہی میں اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔

س۔8 شریعت کی توہین کرنے والے کا حکم بیان کریں؟

ج۔شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہوجاتا ہے کہ شریعت کامذاق اڑانا یا توہین کرنا کفر ہے۔فقہائے کرام رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں: جس شخص نے شریعت یا اس کے مسائل کی توہین کی اس نے کفر کیا۔اور جو کہے: علم شریعت میں توحید نہیں یا علم حقیقت، علم شریعت سے اعلیٰ ہے جب کہ مقصود شریعت کی توہین ہو یا کہے: " علم شریعت کی کوئی حقیقت نہیں تو اس نے کفر کیا کہ یہ سب کفریہ کلمات ہیں۔اور جو شخص خود کو احکام شرع سے آزاد سمجھے وہ فاسق ہے۔

س۔9 ایک سچا صوفی باعمل سنت کی پیروی کرنے اور درست عقیدہ رکھنے والے عالمِ دین کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتا ہے؟

ج۔ ایک حقیقی اور سچا صوفی ہمیشہ باعمل، سنت کی پیروی کرنے اور درست عقیدور کھنے والے عالم کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ عالِم اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان: **"بے شک علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں"** کے مطابق شریعت کے علوم کو صحیح طور پر جاننے والے اور پھیلانے والے ہیں۔نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **"اولاد آدم میں میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جو علم حاصل کرے پھر اپنے علم کو پھیلائے، اسے قیامت کے دن ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا"۔**

نیزایک صوفی کا کسی دین دار عالم کے بارے میں یہ اعتقاد بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ علوم شریعت کے محافظ و نگہبان ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **"بیشک زمین پر علماء کی مثال ان ستاروں کی طرح ہے جن سے بحروبر کی تاریکیوں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے تو جب ستارے ماند پڑجائیں تو قریب ہے کہ ہدایت یافتہ لوگ گمراہ ہو جائیں"۔** ایک اور حدیث پاک میں ہے : **"لوگوں میں سب سے افضل وہ**

مومن عالم ہے کہ جب اس کی ضرورت پڑے تو نفع دے اور اگر اس سے بے پرواہی کی جائے تو وہ اپنے آپ کو بے نیاز رکھے"۔ ایک صوفی کا علمائے کرام کے بارے میں یہ اعتقاد بھی ہونا چاہیے کہ ان کی تعظیم اور عزت کرنا درحقیقت ایسے ہی ہے جیسے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرتا کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر دین کا دار و مدار ہے۔حضرت خطیب بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: **علماء رسولوں کی لائی ہوئی باتوں کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔** امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **عالم دین دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر قیام کرنے والے مجاہد سے افضل ہے اور جب عالم فوت ہوجاتا ہے تو اسلام میں ایک ایسا شگاف پڑجاتا ہے جسے اس عالم کے جانشین کے علاوہ کوئی پر نہیں کر سکتا۔** اور انہی لوگوں سے دین کی صحیح سمجھ و آگاہی ہوتی ہے۔کیونکہ عالم لوگوں کے اخلاق کو سنوارتا اور اپنے علم کے ذریعے ایسی چیزوں کی طرف دعوت دیتا ہے جو انہیں اللہ پاک کا قرب عطا کرتی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے جس کا ترجمہ ہے: **"اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔**(پ14،النحل:125)

اس سے معلوم ہوا کہ عالم خاص لوگوں کو حکمت،عوام کو نصیحت اور منکرین کو بحث و مباحث کے ذریعے اللہ پاک کی طرف بلاتا ہے ، اور اس طرح وہ اپنی اور دوسروں کی نجات کا سامان کرتا ہے اور یہی انسان کا کمال ہے۔

س۔10ایک پرہیزگار سنی صحیح العقیدہ عالمِ دین کا کسی صوفی کے ساتھ کیسا رویہ ہوتا ہے نیز وہ اس کے بارے میں کیااعتقادرکھتا ہے؟

ج۔۔جس طرح ایک صوفی، عالم کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے اس طرح ایک دین دارو پرہیزگار عالم ہمیشہ صوفی کے ساتھ عاجزی و انکساری سے پیش آتا ہے اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ صوفی کو اللہ پاک کی معرفت حاصل ہے اور وہ اللہ پاک کی نگہبانی میں ہوتا ہے ، کیونکہ صوفی شریعت کی پیروی کرتا اور اپنے باطنی علوم کی بنیاد (سیرت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر رکھتا ہے اور اس کی تمام تر توجہ اللہ پاک کی طرف رہتی ہے اور وہ اسباب پر بھروسا کرنے کی بجائے اللہ پاک پر دل سے اعتماد

رکھتا ہے اور ہر حال میں اللہ پاک کی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **"ہمارے دوستوں میں سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جو تھوڑے مال والا، نماز روزے کا پابند، اپنے رب کی اچھے طریقے سے عبادت کرنے والا اور تنہائی میں بھی اس کی اطاعت کرنے والا ہو اور لوگوں میں اس قدر گمنام ہو کہ انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ نہ کیا جائے، بقدر کفایت روزی میسر آنے پر صبر کرے، جب اس کی موت قریب آجائے تو اس پر رونے والوں کی تعداد کم ہو اور اس کا ترکہ بھی بہت تھوڑا ہو"۔**

نیز عالم، صوفی کو اپنے سے افضل واکمل جانتا ہے کیونکہ صوفی دنیا کی برائیوں سے پاک ہوتا ہے اور اللہ پاک کی نافرمانی والے کاموں سے بچتا ہے۔ان تمام باتوں کے باوجود صوفی کے جو اعمال عالم کی نظر میں قانون تقوی و پرہیز گاری کے قاعدے سے باہر ہوں تو عالم ان کو نظر انداز کرتا ہے اور اس معاملے کو اللہ پاک پر چھوڑ دیتا ہے کہ اللہ پاک ہی اپنے بندوں کے دلوں کے حال بہتر جانتا ہے۔

(تمت بالخیر)

تحریر کردہ نوٹس میں غلطی ممکن ہے اگر کہیں غلطی پائیں تو برائے کرم میری اصلاح فرمائیں۔